REGD NO P. 67

رجسٹرڈ ایل ۶۷

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ — قادیان

جلد ۱۲ — شمارہ ۲۹

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب - فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ″
ممالک غیر -/۸ ″
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

یکم ظہور ۱۳۴۲ھش	۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ	یکم اگست ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

ربوہ۔ ۲۷ جولائی بوقت پونے آٹھ بجے صبح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل دن بھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی رات نیند آ گئی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا کرے۔ آمین۔

گھوڑا گلی ۲۳ جولائی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی مورخہ ۱۷ جولائی کو یہاں پہنچ گئے تھے۔ پہونچنے کے دو تین روز تو طبیعت بہتر رہی لیکن بعد میں کبھی تنفس کی کبھی اسہال کی شکایت ہو جاتی رہی۔ کمزوری بہت ہے نیز گھبراہٹ کی بھی شکایت ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح مدظلہ العالی کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۳۰ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بمع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ منورہ کے ایمان افروز کوائف

از قلم الحاج چوہدری مبارک علی صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد دکن

(۵)

جیسا کہ خاکسار سابق قسط میں بیان کر چکا ہے کہ خدا کے فضل و رحم کے ساتھ ایام حج تک ہم چودہ احمدی ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے تھے یعنی مکرم مولوی نور الحق صاحب انور مبلغ نیروبی۔ چوہدری عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ گھانا۔ مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب شیخ محمود احمد صاحب برادر شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی۔ مکرم انوار احمد صاحب ککو بمعہ والدہ محترمہ۔ مکرم احمد یداللہ صاحب نارنسی بمعہ اہلیہ محترمہ۔ جناب ابراہیم احمد صاحب کینیا (ایسٹ افریقہ) جناب خان بہادر صاحب خان صاحب کیرنگ۔ اسی طرح گجرات کے ایک دوست بمع اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے۔ اگرچہ کمرہ آسانی سے نہیں تھا۔ مگر باوجود تنگی کے کسی کا دل نہیں چاہتا تھا کہ اس ماحول سے الگ ہو۔ محترم مولوی نور الحق صاحب انور کی زیر امارت ہمارے باقی ایام گذرے۔

عموماً ہم سب مل کر ہی طواف کے لئے جاتے تھے۔ اور جماعت اور تنظیم کی برکت سے ہمارے قافلہ کے ضعیف اور بوڑھے دوستوں کے علاوہ مستورات کو بھی حجر اسود کو بوسہ دینے کی سعادت مل گئی۔ جو ان دنوں بہت ہی مشکل امر ہوتا ہے۔ ہم سب کا آخری وقت تک کھانے پینے کا انتظام گھر میں ہی رہا بلکہ یوں کہیے کہ گویا ہم اپنے گھر میں ہی تھے کسی قسم کی تکلیف ہی محسوس نہیں ہوئی۔ درویشی کی برکت سے کھانا وغیرہ پکانے کی مشق بہ ہو گئی تھی۔ اس لئے شروع سے آخر تک کھانا وغیرہ کی تیاری میرے ہی سپرد تھی۔ ہر ایک کی الگ الگ ڈیوٹی تھی۔ اس لئے زیادہ وقت ضائع نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح خاکسار اور مکرم مولوی نور الحق صاحب انور اور مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم کو مختلف زمانات میں باقی دوستوں کو طواف کروانے کا بھی موقعہ ملتا رہا۔ کیونکہ طواف کے وقت مسنون دعائیں بلند آواز سے پڑھی جاتی ہیں۔ گویا جہاں دوسروں کو طواف کے وقت کسی اہل مکہ کو معلوف کے طور پر رکھنا پڑتا ہے۔ جماعت کی برکت سے ہمارے قافلہ کو اس کی بھی دقت محسوس نہیں ہوئی۔ حج سے قبل مندرجہ ذیل مقامات کی زیارت کا موقعہ ملا۔

غار ثور

مدینہ سے واپسی پر ایک دن غار ثور کی زیارت کا موقعہ ملا۔ مکرم مولوی نور الحق صاحب۔ مکرم انوار احمد صاحب۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب۔ مکرم احمد یداللہ صاحب اور گجرات کے ایک دوست (جن کا نام بھول گیا ہوں) اور خاکسار صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر ایک ٹیکسی کے ذریعہ روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ حیدرآباد کے دو غیر احمدی مخلص دوست ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اور ایک وکیل صاحب بمع اپنی بیویوں کے بھی تھے۔ ٹیکسی نے ہمیں اس مبارک پہاڑی کے دامن میں چھوڑ دیا۔ اور اب ہمارا یہ مختصر سا قافلہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ گاہ کی زیارت کے لئے پیدل روانہ ہوا۔ غار ثور مکہ مکرمہ کے ارد گرد کی تمام پہاڑیوں میں سب سے اونچی پہاڑی پر واقع ہے گو ہم اپنے جوش پر تھے اور راستہ بھی کافی دشوار گذار تھا۔ خصوصاً میدانی علاقہ میں رہنے والوں کے لئے تو کوہ ایورسٹ پر چڑھنے کے مترادف ہوتا ہے۔ مگر دوسری طرف اس مقام کی زیارت کا شوق تھا۔ جہاں ہمارے محبوب نے پناہ لی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس چیز کی کشش نہ ہوتی تو حج کے دنوں میں جبکہ ہر حاجی کسی نہ کسی رنگ میں بیمار ہوتا ہے اور تبدیلی آب و ہوا اور پھر آبادی یکدم بڑھنے کی وجہ سے ہوا میں عجیب قسم کی کثافت پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں جسم ہزار احتیاط کے باوجود ہر وقت ٹوٹتا رہتا ہے۔ پھر بھی ہم میں سے ہر ایک پہاڑی کے اوپر چڑھنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا تھا اور بار بار منہ سے نکل رہا تھا کہ

کہ تیرے مقام کا شوق دیدار لے آیا

۱½ گھنٹہ میں ہم اس مقدس غار تک پہنچ گئے پہاڑی کے اوپر جا کر اس امر کا فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ اصل غار ثور کونسا ہے کیونکہ حکومت کی طرف سے خاص ہدایات ہیں کہ معلمین حاجیوں کو ان مقامات پر جانے کی ترغیب نہ دیں۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ راستہ بہت دشوار گذار ہے۔ اگر اجازت ہو تو حکومت کے لئے انتظام مشکل ہو جائے۔ اور معمر حاجیوں کے لئے تو یقیناً ناممکن امر ہے۔ ہم نے مختلف غاروں میں نوافل ادا کئے۔ اور آخر میں وہ غار بھی مل گیا جس کے متعلق فیصلہ کرنا آسان تھا کہ یہی وہ مبارک غار ہے جس میں آنحضور نے پناہ لی تھی۔ خاکسار، مکرم مولوی نور الحق صاحب اور شیخ محمود احمد صاحب اور برادرم انوار احمد صاحب اس غار کے اندر داخل ہو گئے اس غار کی بناوٹ بالکل ویسی ہی ہے جس طرح تاریخ میں مشہور ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرنے والوں کے پاؤں نظر آتے تھے۔ چنانچہ ہم اندر سے باہر چلنے پھرنے والوں کے پاؤں دیکھ رہے تھے۔ مگر باہر چلنے پھرنے والے ہمیں نہیں دیکھ سکتے تھے اس غار کے اندر رینگ کر جانا پڑتا ہے۔ پہاڑی کا دشوار گذار راستہ پھر غار کے اندر بہت مشکل سے داخل ہونا اور تین دن لگاتار اس غار میں قیام کرنا ان تمام حالات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے محسن ہمارے پیارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیارے خدا اور اس کے نام کو بلند کرنے کے لئے کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلے ہم نے الگ الگ اس مقدس غار میں نوافل ادا کئے۔ پھر برادرم مولوی نور الحق صاحب انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ اتنی بلند پہاڑی پر چھوٹے قد کی بکریاں چر رہی تھیں۔ ہم سب ان بکریوں سے لپٹ گئے کہ ممکن ہے یہ انہیں بکریوں کی نسل ہو جن کا دودھ غار کے قیام کے دوران میں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے باوفا دوست رضی اللہ عنہ نے پیا ہو۔ واپسی پر خیال آیا کہ اس پہاڑی پر کبوتر دن بکا رہتا تو ناممکن ہے۔ ابھی یہ خیال ہی گذر رہا تھا کہ اس پہاڑی کی ایک کھوہ سے ایک کبوتر اڑا۔ اور تقریباً چھ سات اس مقام پر بیٹھے وقفہ وقفہ سے رہے تھے۔ خاکسار نے مکرم شیخ محمود احمد صاحب اور برادرم انوار احمد صاحب کو بتایا کہ دیکھیں وہ سامنے کبوتر نظر آ رہے ہیں۔ ہم تین گھنٹے کے بعد وہاں سے واپس لوٹے۔ راستہ میں ٹیکسی میں ہمارے غیر احمدی دوست ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب آف حیدرآباد اور ان کے ساتھی وکیل صاحب کہنے لگے کہ دیکھیے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کس قدر تکالیف اٹھائی ہیں۔ خاکسار سے رہا نہ گیا۔ غرض کیا وکیل صاحب حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے خدا سے فاداری ...

(باقی ص۵ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

مبارک تحریکِ دُعا

میں شمولیت کرنے والے احباب کی فہرست

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے متواتر ایک ماہ تک تہجد کی نماز پڑھنے اور روزانہ تین سو مرتبہ درود شریف پڑھنے ہو اسلام و احمدیت کے عالمگیر غلبہ اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں کرنے کی جو تحریک فرمائی ہے۔ یہ ایک نہایت بابرکت تحریک ہے اور اس میں شامل ہونا خود اپنے لئے برکت حاصل کرنا اور اپنا تزکیہ نفس کرنا ہے اور کون مخلص احمدی ہے جو اس نہایت مبارک تحریک کی طرف توجہ نہ دے اور اپنے پیارے آقا کے لئے دعائیں نہ کرے جن کی قریباً پچاس سالہ انتھک اور شب و روز کی مساعی نے اسلام اور احمدیت کو ساری دنیا میں سربلندی بخشی۔ اور جن کے ذریعہ اکناف عالم میں اسلامی صداقتوں اور دائمی حقیقتوں کا غلغلہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بلند ہوا۔

ذیل میں ان احباب کی فہرست دی جا رہی ہے۔ جنہوں نے اس مبارک تحریک میں شمولیت کے لئے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے عہد پر پوری طرح عملدرآمد کی توفیق بخشے اور ان کی دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نوازے۔

یہ فہرست محترم امیر صاحب مقامی قادیان نے ارسال فرمائی ہے۔ مقامی مستورات کی فہرست اس کے علاوہ ہے۔ ——— (ایڈیٹر)

۱۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

۲۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

۳۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ

۴۔ محترم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب محاسب

۵۔ ،، ملک صلاح الدین صاحب ایم اے

۶۔ ،، مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری مع اہلیہ و دختر

۷۔ ،، چوہدری سعید احمد صاحب

۸۔ ،، چوہدری عبد القدیر صاحب

۹۔ ،، ،، محمود احمد صاحب عارف

۱۰۔ ،، مولوی محمد عبد اللہ صاحب

۱۱۔ ،، چوہدری فیض احمد صاحب مع اہلیہ

۱۲۔ ،، ،، عبد الحق صاحب مع اہلیہ

۱۳۔ ،، مولوی برکت علی صاحب انعام مع اہلیہ

۱۴۔ ،، ممتاز احمد صاحب ہاشمی

۱۵۔ ،، حکیم بدر الدین صاحب عامل

۱۶۔ ،، ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر

۱۷۔ ،، دفعدار محمد عبد اللہ صاحب

۱۸۔ ،، صوفی علی محمد صاحب لوہار

۱۹۔ ،، ملک خیر الدین صاحب

۲۰۔ ،، بابا اللہ بخش صاحب

۲۱۔ ،، محمد سعید صاحب انور (موڈھا)

۲۲۔ ،، عبد الکریم صاحب ناصر آبادی

۲۳۔ ،، احمد حسین صاحب ٹیلر

۲۴۔ ،، مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ

۲۵۔ ،، عبد الرحیم صاحب مکانند

۲۶۔ ،، مرزا عبد اللطیف صاحب

۲۷۔ ،، بابا اللہ دتا صاحب

۲۸۔ ،، بشیر احمد صاحب کالا افغاناں

۲۹۔ ،، بابا رحیم اللہ صاحب

۳۰۔ ،، بشیر احمد صاحب جبار

۳۱۔ محترم عطاء الرحمٰن صاحب عباسی مع اہلیہ

۳۲۔ ،، مولوی محمد صادق صاحب ناقد

۳۳۔ ،، مرزا منور احمد صاحب

۳۴۔ ،، بشیر احمد صاحب خادم

۳۵۔ ،، سید محمد شریف شاہ صاحب

۳۶۔ ،، مرزا احمد زمان صاحب

۳۷۔ ،، بھائی محمد عبد اللہ صاحب

۳۸۔ ،، قریشی عبد القادر صاحب اعوان

۳۹۔ ،، مولوی عبد الواحد صاحب دکاندار

۴۰۔ ،، ،، محمد اسحاق صاحب

۴۱۔ ،، حاجی فضل احمد صاحب

۴۲۔ ،، بھائی الہ دین صاحب

۴۳۔ ،، ،، عبد الرحیم صاحب ثالث

۴۴۔ ،، محمد یوسف صاحب بھکشو

۴۵۔ ،، بہادر خان صاحب

۴۶۔ ،، مستری عبد الغفور صاحب

۴۷۔ ،، رفیق احمد صاحب شاد

۴۸۔ ،، بابا نور احمد صاحب باورچی سابق

۴۹۔ ،، شیخ محمد ابراہیم صاحب

۵۰۔ ،، محمد ابراہیم صاحب ذلیؔ

۵۱۔ ،، قریشی فضل حق صاحب

۵۲۔ ،، بابا جلال الدین صاحب

۵۳۔ ،، عبد السلام صاحب مالاباری

۵۴۔ ،، عمر الدین صاحب

۵۵۔ ،، شریف احمد صاحب شیخوپوری

۵۶۔ ،، مستری دین محمد صاحب

۵۷۔ ،، بھائی بشیر احمد صاحب

۵۸۔ ،، بابا خدا بخش صاحب

۵۹۔ ،، مرزا محمد اقبال صاحب

۶۰۔ ،، مستری محمد یوسف صاحب گھڈا

۶۱۔ ،، ڈاکٹر غلام ربانی صاحب

۶۲۔ ،، محمد احمد صاحب تسلیم کمپونڈر

۶۳۔ مکرم حافظ سخاوت علی صاحب

۶۴۔ ،، عبد الرحیم صاحب سندھی

۶۵۔ ،، غلام حسین صاحب

۶۶۔ ،، چوہدری محمد طفیل صاحب

۶۷۔ ،، مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر مع اہلیہ

۶۸۔ ،، مستری محمد حسین صاحب ایکسٹر نیشنز

۶۹۔ ،، چوہدری محمد احمد صاحب

۷۰۔ ،، ،، عبد الحمید صاحب آڑھتی

۷۱۔ ،، ،، فضل احمد صاحب نمبردار

۷۲۔ ،، شریف احمد صاحب ڈوگر

۷۳۔ ،، بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ

۷۴۔ ،، فخر الدین صاحب مالاباری

۷۵۔ ،، شاہ محمد صاحب گجراتی

۷۶۔ ،، محمد صادق صاحب عارف

۷۷۔ ،، سردار محمد صاحب دھوبی

۷۸۔ ،، چوہدری غلام محمد صاحب گوندل

۷۹۔ ،، ،، محمد احمد صاحب جبشر

۸۰۔ ،، عبد الرشید صاحب نیاز

۸۱۔ ،، بشیر احمد صاحب حافظ آبادی

۸۲۔ ،، منظور حسین صاحب صابر

۸۳۔ ،، ڈاکٹر مظہر الدین صاحب

۸۴۔ ،، حافظ عبد العزیز صاحب مؤذن

۸۵۔ ،، مولوی امیر احمد صاحب

۸۶۔ ،، بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں

۸۷۔ ،، بشیر احمد خان صاحب

۸۸۔ ،، محمد یوسف صاحب گجراتی

۸۹۔ ،، دین محمد صاحب کشمیری

۹۰۔ ،، سید شہامت علی صاحب چوبکر

۹۱۔ ،، ظہور احمد صاحب گجراتی

۹۲۔ ،، سید منظور احمد صاحب عاملؔ

۹۳۔ ،، ماسٹر محمد نثار صاحب

۹۴۔ ،، گیانی بشیر احمد صاحب ناصر

۹۵۔ ،، جمیل احمد صاحب امروہی

۹۶۔ ،، عبد السلام صاحب

۹۷۔ ،، محمد الدین صاحب بدر

۹۸۔ ،، بابا محمد اسمٰعیل صاحب بیت المال

۹۹۔ ،، چوہدری محمد خضر صاحب باجوہ

۱۰۰۔ ،، مولوی عطاء اللہ صاحب ٹیرٹھ

۱۰۱۔ ،، محمد حسین صاحب ریلی

۱۰۲۔ ،، غلام قادر صاحب گجراتی

۱۰۳۔ ،، شمس العارفین صاحب

۱۰۴۔ ،، عبد الحمید صاحب شیخوپوری

۱۰۵۔ ،، قاضی عبد الحمید صاحب کاتب

۱۰۶۔ ،، محمد موسےٰ صاحب

۱۰۷۔ ،، حافظ الہ دین صاحب مع اہلیہ صاحبہ

۱۰۸۔ ،، شریف احمد صاحب گجراتی

۱۰۹۔ ،، محمد اسمٰعیل صاحب ننگل

۱۱۰۔ ،، چوہدری حسن الدین صاحب

۱۱۱۔ ،، یونس احمد صاحب اسلم

۱۱۲۔ ،، بابا محمد الدین صاحب ناصر آبادی

۱۱۳۔ ،، فضل الٰہی خان صاحب مع اہلیہ و دختر

۱۱۴۔ ،، عنایت الٰہی خان صاحب

۱۱۵۔ ،، خلیل الرحمٰن صاحب فانی

۱۱۶۔ ،، شیخ مسعود احمد صاحب

۱۱۷۔ مکرم ملک نذیر احمد صاحب لبشاد

۱۱۸۔ ،، منظور احمد صاحب سوز ایم۔ اے

۱۱۹۔ ،، قریشی سعید احمد صاحب

۱۲۰۔ ،، مرزا منور احمد صاحب مع اہلیہ صاحبہ

۱۲۱۔ ،، مولوی غلام نبی صاحب

۱۲۲۔ ،، جلال الدین صاحب نیر

۱۲۳۔ ،، فتح محمد صاحب گجراتی

۱۲۴۔ ،، مستری منظور احمد صاحب

۱۲۵۔ ،، ملک بشیر احمد صاحب

۱۲۶۔ ،، محمد عزیز صاحب گجراتی

۱۲۷۔ ،، محمد سلیمان صاحب دھلوی

۱۲۸۔ ،، مستری محمد اسمٰعیل صاحب

۱۲۹۔ ،، مولوی محمد غزنی صاحب بنگالی

۱۳۰۔ ،، شبیر احمد ابن بشیر احمد صاحب بانگوی

۱۳۱۔ ،، عبد الکریم صاحب مکانہ متعلم مدرسہ احمدیہ

۱۳۲۔ ،، حمید احمد متعلم مدرسہ احمدیہ

۱۳۳۔ ،، بھائی محمد صاحب جبیں تجلی

۱۳۴۔ ،، مولوی عبد الحق صاحب مبلغ مظفر پور

۱۳۵۔ ،، مرزا محمد یوسف صاحب ابن مرزا بشیر احمد صاحب

۱۳۶۔ ،، جاوید اقبال صاحب ابن منظور احمد صاحب سلیمہ

۱۳۷۔ ،، مختار احمد ابن غلام حسین صاحب

۱۳۸۔ ،، محمد شفیع صاحب عابد

۱۳۹۔ ،، عبد السلام صاحب بنگالی متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ

۱۴۰۔ ،، محمد مسلم صاحب ،، ،، ،،

۱۴۱۔ ،، ڈاکٹر محمد لطیف صاحب بھینی پورہ

۱۴۲۔ ،، عبد الرحمٰن صاحب ،،

۱۴۳۔ ،، الحاج خواجہ عبد الغنی صاحب بانڈی پورہ

۱۴۴۔ ،، غلام محمد صاحب سیکرٹری مال ،،

۱۴۵۔ ،، حکیم عبد العزیز صاحب ،،

۱۴۶۔ ،، عبد الکبیر صاحب بٹ ،،

۱۴۷۔ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام محمد صاحب ،،

۱۴۸۔ مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفر پور

۱۴۹۔ ،، سید داؤد احمد صاحب ،،

۱۵۰۔ ،، پی۔ ابوبکر صاحب مالاباری

۱۵۱۔ ،، سید عبد الباری صاحب محرر پولیس اورنگ آباد

۱۵۲۔ ،، بدر الدین صاحب معلم وقف جدید راجپی

۱۵۳۔ ،، بشیر احمد صاحب شیموگہ

۱۵۴۔ ،، کے۔ بی۔ زبیر صاحب کنانور مالابار

۱۵۵۔ ،، احمد حسین صاحب وکیل سوراپور

۱۵۶۔ ،، عبد الغنی صاحب سیکرٹری مال

۱۵۷۔ ،، عبد الحکیم صاحب چارکوٹ

۱۵۸۔ ،، علی اکبر صاحب ،،

۱۵۹۔ ،، بشیر احمد صاحب ثاقب ،،

۱۶۰۔ ،، درست محمد صاحب ،،

۱۶۱۔ ،، میاں الف دین صاحب ،،

۱۶۲۔ ،، محمد حسین صاحب ،،

۱۶۳۔ ،، بشیر محمد صاحب ،،

۱۶۴۔ ،، میاں عبد الرحمٰن صاحب ولد غلام محمد صاحب

۱۶۵۔ ،، محمد یعقوب صاحب

۱۶۶۔ ،، ستار محمد صاحب ۱۶۷۔ جمال دین صاحب

۱۶۸۔ ،، دیدار بخش صاحب ۱۶۹۔ عبد الرحمٰن صاحب

۱۷۰۔ ،، صدر دین صاحب ۱۷۱۔ فیض علی صاحب

۱۷۲۔ ،، عبد الحمید صاحب ۱۷۳۔ عبد الحق صاحب خادم

۱۷۴۔ ،، حکیم محمد سعید صاحب

خطبہ جمعہ

ایمان کی یہ علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے میں انسان کو لذت محسوس ہوتی ہے

دین کیلئے قربانی کرنے والا ایسے کھیت میں بیج ڈالتا ہے جس سے اسے کئی گنا زیادہ ملیگا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ رمارچ ۱۹۴۷ء بمقام ناصر آباد سٹیٹ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دنیا میں دو ہی نقطہ نگاہ کام کر رہے ہیں۔ ایک نقطہ نگاہ دنیوی ہے اور ایک نقطہ نگاہ دینی ہے۔ دنیوی نقطہ نگاہ سے انسان کی تمام توجہ اور اس کے افعال کا انحصار دولت پر ہوتا ہے اور

دینی نقطہ نگاہ

کا انحصار ان نیک اعمال پر ہوتا ہے جو کہ انسان اس دنیا میں کرتا ہے۔ اور جو مرنے کے بعد انسان کو نفع بخشتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان دو کے سوا کوئی تیسرا نقطہ نگاہ نظر نہیں آتا۔ جہاں تک قربانی کا سوال ہے وہ ہر ایک کام کے لئے کرنی پڑتی ہے خواہ وہ کام دینی ہو یا دنیوی ہو۔ اور ہمیں دنیا میں کوئی کام ایسا نظر نہیں آتا جس کے لئے انسان کو قربانی نہ کرنی پڑتی ہو۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص دین کے لئے قربانی کرتا ہے اور کوئی شخص دنیا کے لئے قربانی کرتا ہے اور تو اور جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں ان کو بھی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایک شخص چوری کرتا ہے تو وہ اپنی جان خطرہ میں ڈالتا ہے۔ اپنی رات کی نیند خراب کرتا ہے۔ اور سردی گرمی کے اثرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایسے وقت میں گھر سے نکلتا ہے جبکہ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر چوری کرتا ہے اب دیکھو کہ

چوری جیسا ذلیل کام

بھی قربانی چاہتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دفعہ ایک چور علاج کرانے کے لئے آیا تو آپ نے اسے وعظ و نصیحت کرنی شروع کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہاتھ پاؤں اس لئے نہیں دیئے کہ تم ان سے حرام روزی کھایا کرو۔ تم چوری کرنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے اور کیوں حلال روزی نہیں کماتے۔ جب آپ نے اسے یہ وعظ و نصیحت کی تو اس کی آنکھیں غصے کی وجہ سے سرخ ہو گئیں۔ اور کہنے لگا اچھا مولوی صاحب اگر یہ حلال کی روزی نہیں تو پھر اور کونسی حلال کی روزی ہے۔ آپ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں اور ہم مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں اگر کسی کو ہمارے متعلق علم ہو جائے تو وہ ہمیں

گرفتار کرا دیتا ہے۔ ہم اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر چوری کرتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کونسی

حلال روزی

ہو سکتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا کہ اسے چوری کی عادت پڑ چکی ہے اور یہ کام کرتے کرتے اس کی فطرت مسخ ہو چکی ہے۔ اور اب یہ کام اس کی نگاہ میں بُرا نہیں رہا۔ اس لئے اب بحث کے رنگ میں سمجھانے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ فرماتے کہ میں نے بات کو ٹلا دیا اور ادھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں تاکہ یہ بات اس کے ذہن سے نکل جائے۔ پھر میں نے اسے پوچھا اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم چوری کس طرح کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ اکیلا آدمی چوری نہیں کر سکتا بلکہ ہم چھ سات آدمی مل کر چوری کیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی گھر کا راز دار ہوتا ہے اور وہ عام طور پر سقہ یا چوہڑا وغیرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ رازدار کے بغیر چوری نہیں ہو سکتی۔ وہی کمروں اور دروازوں کے متعلق بتاتا ہے اور وہی اس بات کے متعلق اطلاع دیتا ہے کہ

نقدی اور زیورات

کہاں ہیں۔ اس کے بعد ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے جسے سیندھ لگانی آتی ہو۔ اور وہ ایسے طور پر اوزاروں کو استعمال کرے کہ سیندھ لگانے کی آواز پیدا نہ ہو اور اس کی آواز سے گھر والے جاگ نہ پڑیں۔ پھر ایک تیسرا آدمی ایسا ہونا چاہیئے جو تالے وغیرہ کھولنے میں مشاق ہو جب دوسرا آدمی سیندھ لگا چکتا ہے تو وہ ایک طرف ہو جاتا ہے اور پھر اس تیسرے آدمی کا کام شروع ہوتا ہے اور وہ صندوقوں کے تالے کھولتا جاتا ہے۔ پھر ایک چوتھا آدمی ایسا ہونا چاہیئے جو کہ ایسے طور پر چلنے میں مہارت رکھتا ہو کہ اس کے پاؤں کی آہٹ محسوس نہ ہو۔ تیسرا آدمی تالے کھول کر سامان

نکال کر چوتھے آدمی کو دیتا جاتا ہے اور وہ باہر والوں کو پکڑاتا جاتا ہے۔ یہ چار ہو گئے۔ پھر ایک پانچویں آدمی کی یہ ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ گلی کے سرے پر کھڑا رہے کہ اگر کسی شخص کو آتا جاتا دیکھے تو سیٹی بجا دے یا کوئی اور اشارہ کر دے تاکہ تمام آدمی وقت پر ہوشیار ہو جائیں۔ یہ پانچ ہو گئے پھر چھٹا ایک اور ایسا ہونا چاہیئے کہ جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہو اور کسی کو اس کے چلنے پھرنے پر شک نہ گذرے۔ کیونکہ ہم تو ننگے دھڑنگے ہوتے۔ اگر ہمیں کوئی دیکھ لے تو وہ یقیناً ہم پر چور ہونے کا شبہ کرے لیکن یہ آدمی ایسے کپڑوں میں پھرتا ہے کہ کسی کو اس پر شک نہیں گذر سکتا۔ ہم نقدی اور زیورات وغیرہ اس کے سپرد کر دیتے ہیں وہ نہایت اطمینان سے مال لے کر چلا جاتا ہے اور ساتویں کو جو سنار ہوتا ہے دے دیتا ہے جو کہ سونے کو ہیرے اور جواہرات کو لاکھ سے جدا کرتا ہے اور اس کو پگھلا کر

ایک نئی شکل

دے دیتا ہے اور اس سونے کو آگے بیچ دیتا ہے اور ہم سب آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کہ اگر تمہاری اتنی محنت کے بعد وہ سُنار تمہارا سونا کھا جائے تو پھر تم کیا کر سکتے ہو۔ تو بے اختیار اس چور کے منہ سے نکلا کیا وہ اتنا حرام خور ہو گا کہ دوسرے کا مال کھا جائے گا۔ میں نے کہا بس اب تم سمجھ گئے ہو۔ معلوم ہوا تمہیں کہ دوسروں کا مال کھانا حرام ہے۔ غرض چونکہ حرام مال کے لئے بھی محنت کرنی پڑتی ہے اس لئے بعض لوگ حرام خوری کو بھی حلال خوری کی طرح جائز سمجھتے ہیں جو لوگ عیاشیوں میں پڑتے ہیں وہ بھی قربانیاں کرتے ہیں وہ راتوں کو جاگتے ہیں دماغ ان کا خراب ہو جاتا ہے اور جو لوگ کنچنیاں رکھتے ہیں وہ ان کے لئے کتنی قربانیاں کرتے ہیں ساری جائدادیں تباہ کر دیتے ہیں اور خود بالکل مفلس اور کنگال ہو جاتے ہیں۔ پس کوئی بُرا سے بُرا کام بھی ایسا نہیں جس میں قربانی نہ کرنی پڑتی ہو۔

لیکن

سوال یہ ہے

کہ ان افعال کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ لوگ اولاد کے لئے قربانی کرتے ہیں کہ یہ بعد میں ہمارے نام روشن کریں گی۔ حالانکہ نام روشن کرنے والے تو بہت کم ہوتے ہیں اور بدنام کرنے والے بہت زیادہ ہوتے ہیں بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اولاد میں سے کسی کو اگر کوئی اچھا عہدہ مل جائے تو وہ اپنے والدین سے ملنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کسی ہندو نے بڑی محنت مشقت کر کے اپنے لڑکے کو بی۔ اے یا ایم۔ اے کرایا۔ اور اس ڈگری کے حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی ہو گیا۔ آجکل تو ڈپٹی کی وہ عزت نہیں ہوتی۔ لیکن پہلے وقتوں میں ڈپٹی ہونا بہت بڑی بات تھی۔ اس ڈپٹی کے باپ کو خیال آیا کہ میرا لڑکا ڈپٹی ہو گیا ہے میں بھی اس سے مل آؤں۔ چنانچہ جس وقت وہ ہندو اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے مجلس میں پہنچا تو اس وقت اس کے پاس وکیل اور بیرسٹر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے یہ بھی اپنی غلیظ دھوتی لے کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ باتیں ہوتی رہیں۔ کسی شخص کو اس غلیظ آدمی کا بیٹھنا بُرا محسوس ہوا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ آدمی ہماری مجلس میں آ بیٹھا ہے۔ ڈپٹی صاحب اس کی یہ بات سن کر کچھ جھینپ سے گئے اور ذلت سے بچنے کے لئے کہنے لگا

یہ ہمارے نوکر ہیں

باپ اپنے بیٹے کی یہ بات سن کر غصے کے مارے جل گیا اور اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ جناب میں ان کا خادم نہیں میں ان کی ماں کا خادم ہوں یعنی ان کی ماں کے نوکر ہیں) ساتھ والوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں تو انہوں نے ان کو بہت لعن طعن کی اور کہا کہ اگر آپ ہمیں بتاتے تو پھر ہم ان کی تعظیم و تکریم کرتے اور ادب کے ساتھ ان کو بٹھاتے۔ بہرحال اس قسم کے نظارے روزانہ دیکھنے میں آتے ہیں کہ لوگ رشتہ داروں کے ملنے سے جی چراتے ہیں تاکہ ان کی اعلیٰ پوزیشن میں کوئی کمی واقع

نہ ہو جائے۔
پس نام روشن تو کیا ہوگا نام کو بٹہ لگانے والے بھی اکثر ہوتے ہیں۔ اور سوائے ان لوگوں کے جو کہ دینی نقطۂ نگاہ سے والدین کی عزت کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا حکم

ہے کہ والدین کی عزت کرو۔ سوائے ایسے لوگوں کے دنیاداروں میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ والدین کی پورے طور پر عزت کرتے ہیں اور زمینداروں اور تعلیم یافتہ طبقہ دونوں میں یہی حالات نظر آتے ہیں۔ زمینداروں میں بھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب باپ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ تو اولاد خدمت نہیں کرتی۔ اور اگر باپ خدمت کا کوئی تقاضا کرے تو کہہ دیتے ہیں کہ محنت ہم کریں اور کھائے یہ۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جب تک باپ زندہ ہے وہ جائداد اس کی ہے۔ اور وہ تو محنت کرکے نصف آمد کے حقدار بنتے ہیں۔ لیکن ایسی مثالیں بہت کم بلکہ شاذ ہی ملیں گی کہ اولاد نے تمام جائداد کی آمد کا نصف اپنے باپ کے سامنے پیش کر دیا ہو۔ پس یہ جو دنیوی قربانی ہے اس کا پھل اچھا نظر نہیں آتا۔ دوسری قربانی دینی ہے اور یہ ایسی قربانی ہے جو کہ کبھی بھی انسان کو خسارہ میں نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہ قربانی

راستبازی پر مبنی

ہے اور سچائی کبھی بھی پھل کے بغیر نہیں رہتی دنیوی قربانی میں نقطۂ نگاہ اولاد ہوتی ہے اور دنیوی اولاد کے متعلق میں بتا چکا ہوں کہ وہ جیتے جی ہی ملنے اور خدمت کرنے سے جی چراتی ہے۔ لیکن دینی قربانی کے نتیجہ میں جو روحانی اولاد تیار ہوتی ہے وہ ہزاروں سالوں تک اپنے آباؤ اجداد کو نہیں بھولتی۔ سرحد کے بعض طالب علم میرے پاس پڑھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے سنا تھا کہ سرحد میں اگر کسی کے ماں باپ کو گالی دی جائے تو وہ اتنا برا نہیں مناتا جتنا کہ اسے اپنے پیر کے متعلق کوئی برے الفاظ سن کر غصہ آتا ہے اگر کسی کے پیر کے متعلق کوئی برا لفظ کہہ دیا جائے تو فوراً دوسرے شخص کو مار ڈالے گا خواہ اس کا پیر جیا نہ ہو۔ بہرحال لفظ پیر کو ہی وہ

قابلِ تعظیم

سمجھتے ہیں۔ امرتسر میں ہم نے دیکھا کہ کچھ سندھی جو تیاں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے گزر رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ ۱۰۰ سالہ پیر کی قبر کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ پتہ نہیں کہ ان کا پیر کب کا فوت ہو چکا تھا لیکن اب تک اس کی عظمت ان کے دلوں میں گھر کئے ہوئے ہے اور اس کی قبر کے لئے ننگے پاؤں پیدل چل کر آتے ہیں۔ یہ نظارہ

روحانی اولاد کے متعلق

ہی ہم دیکھتے ہیں جسمانی اولاد تو دوسرے دن ہی بھول جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات یہ پسند نہیں کرتی کہ اس کے پیاروں کی محبت دنیا کے لوگوں سے نکل جائے۔ جب دنیا بھولنے لگتی ہے تو اللہ تعالےٰ کسی مامور کے ذریعہ پھر ان کے ناموں کو دنیا کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو گزرے ہوئے ہزاروں سال گزر گئے ہیں۔ اور کوئی شخص قسم کھا کر نہیں کہہ سکتا کہ نوح علیہ السلام میرے باپ تھے اور میں ان کی نسل میں سے ہوں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں

حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر

کرکے دوبارہ آپ کی یاد آپ کی اولادوں کے دلوں میں تازہ کر دی۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بھی آپ کو بھول چکی تھی اور کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ حضرت آدم کب پیدا ہوئے اور ان کے حالات کس قسم کے تھے اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق بھی قرآن شریف میں ذکر کرکے دوبارہ تمام بنی نوع انسان کو یاد دلایا کہ حضرت آدم تمہارے باپ تھے۔ اور ان کی زندگی اس رنگ میں گزری حضرت آدم کی اولاد بھول گئی لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو نہیں بھولا۔ پس دین کے لئے جو قربانیاں انسان کرتا ہے وہ اسے

ہمیشہ کے لئے زندہ

کر دیتی ہیں۔ حالانکہ دنیوی قربانیوں کے مقابلہ میں دین کی قربانی کتنی تھوڑی ہوتی ہے انسان اپنے بیوی اور بچوں کے لئے سارا دن مارا مارا پھرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اور نیک کاموں میں صرف کرتا ہے اور باقی ۲۲ یا ۲۳ گھنٹے وہ اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں صرف کر دیتا ہے۔ اور وہ کوشش کرتا ہے کہ محنت کرکے اور کوشش کرکے کچھ اندوختہ جمع کرکے کچھ جائداد بنا لے۔ جو کہ اس کی اولاد کے کام آئے اور تاکہ اس کا بڑھاپا آسانی سے گزر سکے۔ لیکن وہی اولاد جس کے لئے وہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے اور اپنے نفس پر اس کو ترجیح دیتا ہے۔ اس کے لئے سب کچھ کر گذرتا ہے اس میں بڑھاپا آتے ہی

لغاوت اور نشوز

کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ میرے پاس ہزاروں ہزار کیس ایسے آتے ہیں کہ بعض نوجوان اپنی ماؤں کی خبرگیری ترک کر دیتے ہیں اور جب پوچھا جاتا ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اماں جی کی طبیعت تیز ہے اور میری بیوی سے ان کی بنتی نہیں۔ حالانکہ بیوی کو ماں سے کیا نسبت۔ بیوی نے اس کے فائدے کے لئے کیا کیا ہوتا ہے۔ وہ نوجوانی کی حالت میں اس کی خدمت کرتی ہے۔ لیکن ماں جس نے اپنی چھاتیوں سے دودھ پلایا ہوتا ہے۔ اور جس نے اپنا خون دودھ کی شکل میں تبدیل کرکے اس کی پرورش کی ہوتی ہے اور محنت مشقت کرکے اسے پڑھایا ہوتا ہے۔ اس سے اس لئے اعراض کر لیا جاتا ہے کہ بیوی سے اس کی بنتی نہیں۔ پس دنیوی لحاظ سے تو انسان کی جسمانی اولاد سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا لیکن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ہر چیز اولاد کے لئے جمع کرتے جاتے ہیں۔

خدا کی راہ میں

بھی خرچ کرتے ہوئے ان کے دلوں میں بخل پیدا ہوتا ہے کہ یہ بھی ہمارے بچوں کے کام آئے۔ حالانکہ ان کی اخروی زندگی کے لئے وہی اندوختہ کارآمد ہوتا ہے۔ جو انہوں نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کیا اور جو اولاد کو دے دیا۔ اس میں ان کا حصہ نہیں رہتا۔ اگر اس میں سے اولاد اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتی تو وہ گنہگار رہتی ہے اور ساتھ ہی وہ شخص بھی گنہگار رہتا ہے۔ اور اگر اولاد اس مال میں سے خرچ کرتی ہے تو اس کا ثواب اولاد کو ملے گا۔ جس نے خرچ کیا۔ اس کے لئے کوئی ثواب نہیں ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے قریب صحابہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

تمہیں کونسا مال پسند آتا ہے

تمہیں اپنا مال پسند ہے یا دوسرے کا مال اچھا لگتا ہے یا جو ضائع ہو گیا وہ اچھا لگتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جواب بالکل آسان ہے۔ انسان کو وہی مال اچھا لگتا ہے جو کہ اس کا اپنا ہو۔ آپ نے فرمایا پھر جو مال مرتے تک تم اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو وہ حقیقت میں تمہارا مال ہے اور جو مال باقی چھوڑتے ہو وہ تو اولاد کا ہے وہ تمہارا نہیں اور جو مال تم کھا پی لیتے ہو۔ وہ ضائع ہو گیا۔ وہ تم کو اگلے جہان میں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور واقعہ میں اگر دیکھا جائے تو انسان کا اپنا مال وہی ہوتا ہے جو اس نے اگلے جہان بھیجا ہوتا ہے۔ جو باقی چھوڑتا ہے وہ اس کی اولاد کے لئے ہے۔ بعد میں وہ جس طرح چاہے گی خرچ کرے گی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں یہ ارشاد فرمایا کہ مومن کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ جتنی قربانی اس سے ہو سکتی ہے وہ کرے تاکہ مرنے کے بعد اس کی

اخروی زندگی

اللہ تعالےٰ کے فضل سے زیادہ سے زیادہ کامیاب ہو۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تمہیں بھی تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور تمہارے دشمنوں کو بھی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن تم میں اور ان میں ایک بہت بڑا فرق ہے وہ یہ کہ تمہیں ان کے بدلہ میں ثواب کی امید ہے لیکن کفار کو تو ثواب کی امید نہیں۔ جب وہ قربانی کرتے ہیں تو تمہارے لئے قربانی کرنا کیونکر مشکل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان کی قربانیوں کی مثال تو ایسی ہے کہ کسی شخص کو یہ کہا جائے کہ تم دو من گندم کنوئیں میں پھینک دو۔ اول تو وہ تمہیں پاگل سمجھے گا۔ لیکن اگر کسی دباؤ کی وجہ سے کنوئیں میں پھینکنے کے لئے تیار بھی ہو گا تو گالیاں دیتا ہوا چلا جائے گا۔ بہرحال وہ یہ کام خوشی کے ساتھ نہیں کرے گا۔ لیکن ایک زمیندار کو اگر ہم کہیں کہ اب مناسب وقت ہے فصل بوؤ تو وہ شخص دعائیں دے گا کہ ہم نے اسے وقت پر مشورہ دیا۔ یہی حال قربانیوں کا ہے جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے قربانی کرتا ہے وہ ایسے کھیت میں بیج ڈالتا ہے جس سے اسے کئی گنا زیادہ ہو کر ملے گا۔ اور جو شخص دوسری اغراض کے لئے قربانی کرتا ہے گویا وہ اپنا بیج دریا میں پھینکتا ہے اور کوئی شخص بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی قربانی ضائع ہو جائے۔ پس اس سے زیادہ احمق اور پاگل اور کون ہو سکتا ہے جو کہ سمندر میں یا دریا میں اپنا بیج پھینک دیتا ہے لیکن اس سے بھی

زیادہ احمق اور پاگل

اور کون ہو سکتا ہے۔ جو کھیت میں بیج ڈالتے ہوئے بخل سے کام لیتا ہے۔ اگر واقعہ میں اللہ تعالےٰ موجود ہے اور وہ جزا سزا کا مالک ہے تو پھر ہر مومن کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رہنی چاہیئے۔ لیکن اگر کسی شخص کے نزدیک یہ صداقتیں اس رنگ میں نہیں تو پھر اسے نماز میں وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ اور اسے صدقہ و خیرات سے کیا ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن جو شخص ان صداقتوں کا قائل ہے اور پھر بھی وہ قربانیوں کے پیش کرنے میں کوتاہی سے کام لیتا ہے ہم اس کے متعلق یہی سمجھیں گے کہ اسے دین سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ اگر اسے دلچسپی ہوتی تو وہ بلاوجہ اپنے آپ کو خسارہ میں نہ ڈالتا پس تمام دوستوں کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کی قربانی

صحیح قربانی

ہو اور وہ قربانی ان کے لئے باعث ثواب ہو۔ اگر ہر شخص اپنے اندر حقیقی قربانی کا جوش پیدا کرے تو ہم بہت جلد دوسری قوموں سے آگے نکل سکتے ہیں یہ خیال

نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ہم تو تھوڑے ہیں اور تھوڑے آدمی آ گئے نہیں نکل سکتے حقیقت یہ ہے کہ قربانی کرنے والی قوم باوجود تھوڑی ہونے کے بڑی بڑی قوموں پر بھاری ہوتی ہے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر کفار کی تعداد ایک ہزار کی تھی۔ اور صحابہ رض کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ جب مسلمانوں کا لشکر میدانِ جنگ میں آ اترا تو کفار نے ایک تجربہ کار آدمی کو بھجوایا کہ جا کر اسلامی لشکر کا اندازہ لگاؤ کہ مسلمانوں کی تعداد کیا ہے۔ اس نے واپس جا کر بتایا کہ مسلمانوں کی تعداد تین سو سوا تین سو کے درمیان ہے۔ پھر اس نے کہا گو مسلمانوں کی تعداد کم ہے لیکن اے میری قوم میں آپ لوگوں کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ مسلمانوں سے لڑائی نہ کی جائے۔ جب اس شخص نے یہ بات کہی تو لوگوں نے اس پر الزام لگایا کہ تم بزدل ہو۔ اس لئے لڑنے سے منہ پھیرتے ہو۔ اس نے کہا کہ یہ بات نہیں کہ میں لڑنے سے ڈرتا ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے سواریوں پہ آدمی نہیں دیکھے بلکہ

موتیں سوار دیکھی ہیں

اور میں نے ان کے چہروں سے محسوس کیا ہے کہ وہ مر جائیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ جنگِ بدر نے اس بات کی شہادت پیش کر دی کہ وہ تھوڑے سمجھے جانے والے لوگ ہی غالب آئے۔ اور قربانی نے اپنا عظیم الشان نتیجہ پیش کر دیا۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ کوئی قربانی بھی بغیر رنگ لائے نہیں رہتی۔ فوری طور پر بیشک اس کے نتائج نظر نہ آتے ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی لوگ چالاکیاں اور دغابازیاں کرتے تھے اور مسلمانوں کو دکھ دینے اور شہید کرنے کے لئے نئے نئے طریقے سوچتے تھے ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قبیلہ کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہونا چاہتے ہیں آپ ہمارے ساتھ کچھ علماء بھجوا دیں جو کہ ہمیں قرآن کریم سکھائیں۔ آپ نے ان کی درخواست پر قرآن کریم کے ستر حفاظ ان کے ساتھ روانہ کر دیئے۔ ایک جگہ پہنچ کر اس شخص نے جو ان مسلمانوں کو لایا تھا اپنی قوم کے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ میں مسلمانوں کو لے آیا ہوں۔ اب تم ان کے قتل کا انتظام کرو۔ چنانچہ پہلے مسلمانوں میں سے ایک نمائندہ کو بھجوایا گیا جو قبیلہ کے سردار سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کو پیچھے سے نیزہ مار دیا گیا۔ اس کے بعد سب قبیلہ نے مسلمانوں کی جماعت پر جو تھوڑی تعداد میں تھے حملہ کر دیا۔ اس وقت کی نسبت ایک شخص جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اور جو اس حملہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب میں نے ایک مسلمان کے پیچھے سے نیزہ مارا۔ تو اس نے زمین پر گرتے ہوئے کہا۔

فزت و رب الکعبة

خانہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ شہید ہونے والے پر گھبراہٹ اور بے چینی کے کسی قسم کے آثار نہ تھے یہ شہید ہونے والے حضرت ابوبکر رض کے غلام تھے۔ جو ہجرت کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض کے ساتھ شامل تھے۔ وہ راوی کہتے ہیں کہ مجھے بہت حیرت ہوئی کہاں لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور یہ لوگ وطن سے دور اپنے بیوی بچوں سے دور ہیں اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے دور ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی کے منہ سے یہ نہیں نکلتا کہ ہائے میں کہاں مارا گیا۔ اور کسی نے کوئی واویلا اور بے چینی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ اگر کسی کے منہ سے کچھ نکلا تو یہ کہ خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ میں حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے میں نے ایک شخص سے جو کہ مسلمانوں کے متعلق زیادہ واقفیت رکھتا تھا اس بات کا ذکر کیا کہ میں نے آج بہت

عجیب قسم کا نظارہ

دیکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہم جب کسی کو قتل کرتے تھے تو ہر ایک کے منہ سے نکلتا تھا فزت و رب الکعبة کہ خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا اس کا کیا مطلب ہے کیا مر جانا کامیابی ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں مرنے کو مسلمان سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے کہا وہ دین جھوٹا نہیں ہو سکتا جس کے ماننے والے اپنی قربانی کو اس درجہ تک لے گئے ہیں کہ وہ موت میں ہی اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں مسلمان ہو گیا۔ پس اصل بات یہی ہے کہ جب ایمان آتا ہے تو انسان کو اپنی

قربانیوں میں لذت

محسوس ہونے لگتی ہے اور انسان جتنی زیادہ قربانی کرتا ہے۔ اتنی ہی زیادہ اسے لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ قربانی تکلیف کا باعث نہیں محسوس ہوتی بلکہ راحت کا موجب ہوتی ہے۔ اور جتنا جتنا انسان قربانی میں ترقی کرتا ہے اتنا ہی اسے زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی چیتے نے سخت کھردرے پتھر کو چاٹنا شروع کیا۔ جس سے اس کی زبان زخمی ہو گئی۔ اور اس کو اپنی زبان کا خون ہی مزہ دینے لگا اور وہ اس پتھر کو اور بھی زیادہ چاٹتا چلا گیا یہاں تک کہ زبان بالکل ختم ہو گئی۔ تو

کامل مومن

کا بھی یہی حال ہوتا ہے وہ جوں جوں قربانی کرتا ہے اتنا ہی اس میں اسے لطف اور مزہ آتا ہے کہ فزت و رب الکعبة کہ میری زندگی کے ختم ہونے سے مجھے میرا انعام نظر آ رہا ہے۔ اگر کسی شخص کو قربانی کی زیادتی سے لطف آتا ہے تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے اندر ایمان ہے۔ اور اگر قربانی کی زیادتی کی وجہ سے کسی کے دل میں انقباض پیدا ہوتا ہے تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ

متاعِ ایمان

سے محروم ہے کیونکہ ایمان کی یہ علامت ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں انسان قربانی کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے اور اس کے دل میں انقباض پیدا نہیں ہوتا۔

(الفضل $\frac{۴}{۹۳}$ ۲۴)

حج بیت اللہ شریف مدینہ منورہ کی زیارت کے کوائف

(بقیہ صفحہ اول)

کی ایسی مثال قائم کر دی ہے کہ آدم سے لیکر قیامت تک مخلوقِ خدا میں سے کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

گو بقول آپ لوگوں کے خدا تعالےٰ ابنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک تو یہ تماشا دیکھتا رہا۔ مگر جو معمولی مصیبت پر بھی ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ اٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی مصیبت نہ دیکھی گئی۔ اور فوراً اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔

وکیل صاحب یا ڈاکٹر صاحب نے اس کا جواب کیا دینا تھا۔ برادرم انوار احمد صاحب کو موقع مل گیا اور پھر ٹیکسی سے اترنے تک انہوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ غار ثور کو جاتے ہوئے پیش آیا۔ جب ہماری ٹیکسی مکہ سے نکل کر غار ثور کو جا رہی تھی تو راہ کی طرح پہاڑ بلند کا سلسلہ ہونے کی وجہ سے مختلف موڑ تھے اس موقع پر انہیں وکیل صاحب نے فرمایا تھا کہ انوار صاحب یہ موٹر نوبنا نکل تمہارے ربوہ کی طرح کے ہیں۔ جس پر فوراً انوار صاحب نے فرمایا۔ شکر ہے چیرہ والوں کے منہ سے بھی یہ الفاظ نکلے ہیں۔ کہ مکہ اور ربوہ میں گہری مشابہت ہے۔ چونکہ غار کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس لئے اس موقع پر غار حرا کا بھی ذکر کر دینا ضروری ہے۔ اگرچہ غار حرا کی زیارت حج کے بعد کی تھی۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب۔ برادرم انوار احمد صاحب خاکسار اور حمید اللہ صاحب ہم چاروں غار حرا کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے غارِ حرا غار ثور کی نسبت قریب اور اونچائی میں بھی کم ہے۔ مگر چڑھائی اتنی آسان نہیں کہ بجز خاص صاحبِ ذوق اور طالبِ تنہائی کے روزانہ جا سکے۔ اب تو مکہ مکرمہ سے نکل کر اس پہاڑی کے قریب تک آبادی ہے۔ مگر اس وقت تو بالکل جنگل کا علاقہ ہو گا۔ اور پھر اگر تنہائی ہی مقصود تھی تو راستہ میں کئی ایسے مقام تھے۔ مگر حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے بالکل الگ تھلگ اور ایسا مقام ذکر محبوب کے لئے منتخب فرمایا جہاں سے خانہ کعبہ بھی نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہوں تو سامنے بیت اللہ شریف نظر آتا ہے۔ مگر غار حرا ایسی جگہ پر واقع ہے کہ ذرا ہمت اور جرأت کر کے جانا پڑتا ہے۔ پہلے تو مجھے ہمت نہیں ہوئی مگر جب دیکھا کہ برادرم انوار احمد صاحب تو پہنچ چکے ہیں تو پھر مکرم شیخ محمود احمد صاحب کے حوصلہ دلانے پر خاکسار نے ہمت کر لی اور اور اس مبارک اور مقدس مقام پر چند گھڑیاں گذارنے کی سعادت ملی۔ جہاں رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی سال تک مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے دعائیں کی تھیں۔ اور یہ وہی مبارک مقام ہے جہاں روح القدس مجسم نور کی شکل اختیار کر کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا تھا۔ اس لئے اس پہاڑ کو جبل النور کہتے ہیں۔ ہم سب نے یہاں نوافل ادا کئے۔ میرے خیال میں مکہ اور مدینہ میں یہی دو غار ہیں جن کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی نہ کسی رنگ میں یہ اپنی حالت پر ہیں۔ چنانچہ غار حرا کو دیکھ کر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس پہاڑی میں یقیناً تھوڑی بہت تبدیلی آئی ہے۔ مجھ کو بھی مکہ سے باہر نکلتے ہی انسان کے سامنے فلم کی طرح سارے واقعات آ جاتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بچپن میں یہاں بکریاں چرانے آیا کرتے ہوں گے۔ پھر حضور کئی کئی دن کا کھانا توشہ لے کر اس ویران جگہ میں رہ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہوں گے۔ پس یہی وہ تصورات ہیں جن سے انسان کو روحانی لذت محسوس ہوتی ہے ورنہ مکہ اور اس کی پہاڑیوں میں ظاہری کشش کے اور کوئی اسباب نہیں ہیں۔ نہ وہاں کوئی تاج محل نہ لال قلعہ اور نہ ہی کوئی ایسی بڑی عمارت ہے جو دنیا کے عجائبات میں شامل ہو۔ مکہ بیت اللہ شریف

ازروئے بائیبل

دُنیا کا آخری نجات دہندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حیدرآباد میں ایک عام جلسہ

(مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب اسسٹنٹ انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد)

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۶۲ء بروز اتوار چار بجے بعد دوپہر زیر صدارت مکرم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد ایک جلسہ منعقد ہوا۔ موجودہ عیسائی عقائد کی تردید میں منعقد ہونے والے جلسوں کی یہ چوتھی کڑی ہے۔ اس جلسہ کے انعقاد سے اشتہاروں کے علاوہ مقامی اخبارات کے ذریعہ بھی اہل شہر کو مطلع کیا گیا تھا۔ اسلئے قبل وقت ہی احمدیوں کے علاوہ کافی تعداد میں غیر احمدی احباب بھی احمدیہ جوبلی ہال میں حاضر ہوئے۔ اور جلسہ کی کارروائی مکرم محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ کی تلاوت اور مکرم محمد عبدالقیوم صاحب کی نظم خوانی کے بعد شروع ہوئی۔

سب سے پہلے میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ کئی ہفتوں سے ہم یہاں یہ اہتمام کر رہے ہیں کیونکہ عیسائیت نے آجکل فتنہ عظیم یہاں پر خاص کر مسلم حلقوں میں پھیلا رکھا ہے۔ اس لئے لوگوں کو روشناس کیا جائے اور عیسائیت کے موجودہ عقائد پیش کر کے عقلاً و نقلاً اس کی تردید کی جاسکے۔

دوران تقریر آپ نے بتایا کہ موجودہ دنیا میں پائے جانے والے تمام مذاہب اپنے اپنے وقت میں سچے تھے لیکن چونکہ وہ سب کے سب مخصوص القوم اور مخصوص الزمان اور مخصوص الامکان تھے۔ اسلئے ان کی تعلیم تمام جہانوں اور زمانوں کے لئے کارگر نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک کامل اور اکمل شریعت کے ساتھ ایک ایسے پیغمبر کو مبعوث فرمایا جو کہ تمام جہانوں اور زمانوں کے لئے ہے۔ اور اس عالمگیر مذہب کے بعد کسی سابقہ مذہب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس لئے کہ بقول آیت قرآنی فیھا کتب قیمۃ یعنی اسلام میں وہ تمام سچی اور ضروری تعلیم جمع کر دی گئی ہیں۔ جو دیگر مذاہب میں پائی جاتی ہیں۔ اور موجودہ عیسائیت وہ ہے جس کا حضرت یسوع مسیح کے مشن اور آپ کی تعلیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر عیسائی موجودہ زمانہ میں ترقی کر رہے ہیں تو اسکے پیچھے کوئی فلسفہ یا حکمت یا سچے عقاید کارفرما نہیں بلکہ اُسے لوگوں کی چند کمزوریاں اور ضروریات نظر آئیں ان کی تکمیل کے ذریعہ وہ اپنے غلط عقائد کی تبلیغ کر کے انہیں گمراہی کے گڑھے میں گرا رہے ہیں۔ موصوف نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا کہ ہم عیسائیوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کھلے اور پرامن ماحول میں بات چیت کریں اور خالی الذہن ہو کر دونوں گروہ اکٹھے بیٹھ کر دونوں مذاہب کے مسائل اور عقاید پر سنجیدگی سے غور کریں۔

دوسری تقریر مکرم عبدالقادر صاحب احمدی سابق عیسائی مبلغ کی تھی۔ انہوں نے زیر عنوان "مسیح کی آمد ثانی" بیان کیا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت مسیح کی دوبارہ دنیا میں آمد ہوگی۔ اسی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یہ دعوے کیا کہ میں ہی وہ موعود مسیح ہوں جس کے متعلق عیسائیوں اور مسلمانوں میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ مسیح موعود بنی اسرائیل میں سے آئیں گے اور امت محمدیہ میں سے نہیں آسکتے اور ساتھ ہی مسلمانوں نے بھی انکار کیا کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوں گے اور جب تک وہ آسمان سے آتے ہوئے ہم نہیں دیکھیں گے ہم کسی پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں۔

حالانکہ بائیبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے بھی حضرت یسوع مسیح کا اس لئے انکار کیا تھا کہ ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح سے قبل ایلیاہ کا آسمان سے آنا ضروری تھا لیکن باوجود مسیح کے کہنے کے کہ وہ ایلیاہ یوحنا کی مماثلت میں آگئے یہودی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ اس کے بعد موصوف نے مختلف حوالوں اور دلائل سے ثابت کیا کہ انجیل مقدس میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق جتنے نشانات موجود ہیں وہ سب کے سب حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام پر چسپاں ہوتے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار کی تقریر تھی جس کا عنوان تھا "نجات کا تصور اسلام اور عیسائیت میں"۔ خاکسار نے بتایا کہ نجات انسان کا ایک فطری تقاضا ہے اور فطرت انسانی میں وہی چیزیں ودیعت کی جاتی ہیں جو نہایت ضروری اور اہم ہوں یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب نے نجات کے مختلف تصورات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ خصوصاً عیسائیت کی بنیاد ہی نجات پر قائم ہے جس کا دوسرا نام کفارہ ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے کفارہ کی تردید کرنے کے بعد نجات کے بارہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح تعلیم پیش کی اور بتایا کہ اسلام کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں حصول نجات کے بارے میں یکسانیت ہے۔ اس کے بعد مختلف انجیلی و قرآنی حوالوں سے ثابت کیا کہ قرآن کریم انہی ذرائع نجات کو پیش کرتا ہے جنہیں حضرت یسوع مسیح نے پیش کیا تھا۔ اور موجودہ عیسائیت میں رائج کفارہ کو مسیحی حوالوں کے ذریعہ غلط ثابت کیا۔ آخر میں خاکسار نے نجات اور فلاح کی تشریح کر کے بتایا کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح صرف نجات کا ہی رستہ نہیں بتاتا بلکہ فلاح کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے۔

آخری تقریر مکرم الحاج چودھری مبارک علی صاحب فاضل چیف مشنری کی بعنوان "دنیا کا آخری نجات دہندہ ازروئے بائیبل" تھی۔ گذشتہ ہفتہ میں اس مضمون کو موصوف نے بیان فرمایا تھا اب اس کی دوسری قسط کا بیان تھا۔ چنانچہ انہوں نے تورات اور انجیل کے حوالوں کے ذریعہ ثابت فرمایا کہ دنیا کا آخری نجات دہندہ حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت یسوع مسیح نے اپنے حواریوں کو دنیا میں آئندہ آنے والے دنیا کے سردار۔ خداوندوں کے خداوند اور محبوبوں کے محبوب کی پیشگوئی کی تھی۔ اگر حضرت یسوع مسیح ہی دنیا کے آخری نجات دہندہ تھے تو اپنے بعد آنے والے دنیا کے ایک سردار کی نسبت پیشگوئی کرنے کی انہیں کیا ضرورت پڑی تھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا کا قرآن کریم میں ذکر ہے وہ یہ ہے کہ ربنا وابعث فیھم رسولا یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم یعنی اے میرے پروردگار ان میں (اہل عرب میں) ایک ایسے رسول کو مبعوث فرما جو لوگوں کو تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور اس کی حکمت سکھائے اور انہیں پاکباز بنائے۔ اس دعا کی قبولیت کا ذکر کرنے کے بعد بائیبل لکھتی ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور اس سے بڑی قوم بناؤں گا (پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۰)

آنحضرت صلعم سے قبل جتنے انبیاء آئے تھے وہ سب کے سب بنی اسرائیل میں سے تھے۔ اور تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ بنو اسمٰعیل میں یہ برکت اور برومندگی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے نمودار ہوئی۔ چنانچہ استثناء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک پیشگوئی موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے کہوں گا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا (استثناء باب ۱۸۔ آیت ۲۰ تا ۱۷)

اس پیشگوئی میں حضرت نبی اکرم صلعم کے متعلق مندرجہ ذیل پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔

اول۔ اس میں آنحضرت صلعم کی قوم کے متعلق بتایا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں ہوں گے بلکہ ان کے بھائی بنی اسمٰعیل میں سے ہونگے۔

دوم۔ وہ نبی موسیٰ کے مانند ہوں گے یعنی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے اسی طرح وہ بھی ایک نئی شریعت کے حامل ہوں گے

سوم۔ خدا تعالیٰ اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالیگا وہ اپنی طرف سے دنیا کے سامنے کچھ نہیں بتائینگے بلکہ وہی باتیں بتائیں گے جو کہ خدا تعالیٰ انہیں حکم دیگا۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی آنحضرت صلعم کے متعلق آیا ہے کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

چہارم۔ وہ خدا تعالیٰ کا نام لیکر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرینگے چنانچہ قرآن کریم کی ہر سورت کی ابتداء خدا تعالیٰ کے نام سے ہی ہوتی ہے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

علاوہ ان حوالجات کے محترم موصوف نے فاران پر جلوہ گر ہونے اور دس ہزار قدسیوں کیساتھ آنیکے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی اور بعض دیگر پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ دنیا کا آخری نجات دہندہ ازروئے بائیبل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ ـــــ مکرم مولوی صاحب کی تقریر پون گھنٹہ تک رہا۔ اسکے بعد خاکسار نے گذشتہ اتوار کو (۲۲-۷-۶۲) مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام منعقدہ امتحان نماز میں جن کامیاب ہونیوالوں کا اعلان کیا۔ اور اس امتحان میں اول، دوم اور سوم آنیوالوں کو محترم صدر صاحب نے انعامات بشکل کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد صدارتی تقریر ہوئی اور دعا کے بعد یہ بابرکت جلسہ

قسط نمبر ۵

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اس کا دفاع

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہندوستان میں اشاعت مسیحیت کی اجازت

ابھی مسیحیوں کا نصاب تعلیم اسی طرح طالبعلموں کے ذہن پر اثر انداز ہو رہا تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی پالیسی میں ایک انقلاب آگیا۔ مسٹر چارلس گرانٹ جو کمپنی کا ایک ڈائرکٹر تھا اور ہندوستان میں مسیحی تعلیم اور مسیحی مذہب کی اشاعت کا دلدادہ تھا۔ ۱۸۱۳ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے ٹھیکہ کی تجدید ہوئی تو اس وقت وہی بورڈ آف کنٹرول کا پریذیڈنٹ منتخب ہوگیا۔ اس عہدے پر آتے ہی اس نے پارلیمنٹ سے اپنی تجویز منوالی۔ اور اب پادریوں کے ہندوستان آنے پر کوئی پابندی نہیں رہی۔ اب دھڑا دھڑ بپتسمہ دینے والوں کی فوج ہندوستان آنے لگی۔ یہ ۱۸۱۳ء کے بعد کی بات ہے۔

ان پادریوں نے بھی پرتگیزیوں کی طرح مسلم آزاری کا سلسلہ شروع کیا۔ مسلمانوں کے خلاف تقریر و تحریر۔ تالیف و تصنیف اور دعوت و ملاقات کے ذریعہ نفرت پھیلائی جانے لگی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کمپنی کا اثر و رسوخ دیکھ کر اکثر انگریز عہدیدار اور ممبران پارلیمنٹ بھی یہ سمجھنے لگے کہ بس آج سارا ہندوستان بپتسمہ لینے والا ہے۔ اس لئے وہ مختلف حیلوں بہانوں سے ہندوستانیوں کو مسیحیت کی طرف لانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ انہیں میں ایک طریقہ ہندوستانی قوموں کے مذہبی شعائر کی توہین کرنا بھی تھا۔ نشۂ اقتدار میں مست رہنے والے مسیحیوں کو اس میں بڑا لطف آتا تھا۔ انگریزوں کے اس توہین آمیز سلوک نے تین بار ہندوستانی فوجوں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ پہلی بغاوت ویلور (مدراس) میں ہوئی۔ دوسری بار کیور میں اور تیسری بار میرٹھ و دہلی میں۔

مسٹر جان برائٹ ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ گذرے ہیں۔ بڑے فصیح و بلیغ مقرر تھے ہندوستانیوں کو یوں بھی ان کا نام یاد ہے کہ وہ اکثر پارلیمنٹ میں ہندوستان کی طرفداری کرتے تھے۔ اور انگریز خارج کرنا نقص و نااہل قرار دیتے تھے۔ ۱۸۵۸ء میں انہوں نے پارلیمنٹ کے سامنے ایک تاریخی تقریر کی۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ

اگر تمہیں ان کا عیسائی ہونا پسند ہے تو بھی بجائے دوسرے طریقوں کے

طریقوں کے عیسائیت کے اعلیٰ اخلاق اختیار کر کے ان کے سامنے عمدہ نمونہ بنو۔
(اہل ہند کا ارتقاء)

یہ ایک مختصر سا جملہ ہے مگر اس سے اس دور کی انگریزی سیاست کے اکثر پہلو سمجھ میں آجاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کمپنی اور حکومت انگلستان دونوں ہندوستان کو عیسائی بنانے کی گھات لگائے بیٹھے تھے۔

۱۸۵۷ء میں

لیکن جب ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کی حکومت کمپنی کی عملداری سے نکل کر تاج برطانیہ کے تحت آگئی۔ تو اب حکومت رعایا کی تعلیم کی ذمہ دار ہوگئی۔ حکومت نے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کا انتظام اپنے سر لے لیا۔ اسی اسکیم کے ماتحت کلکتہ، بمبئی اور مدراس یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ اب ذرا قدرت کا دست انتقام دیکھئے کہ وہ طالب علم جو یونیورسٹیوں سے گریجوایٹ بنکے نکلنے لگے۔ ان کا انداز فکر اور ذوق طبیعت ہی بدل گیا اب ان کے لئے پادریوں کے وعظ انجیل کے اسباق اور بپتسمہ کے پانی میں کوئی کشش نہیں رہی۔ ان کی توجہ اب پارلیمنٹ کی روداد کی طرف ہٹ گئی۔ وہ جب اخباروں میں پڑھتے کہ فلاں ممبر پارلیمنٹ نے حکومت کے خلاف تقریر کی۔ اور حکومت کی پالیسی پر نکتہ چینی کی تو ان کے دل میں بھی گدگدی پیدا ہوتی اور یہ بھی اپنی حکومت پر تنقید کرنا چاہتے۔ اس شوق و احساس نے ہندوستان میں سیاسی انجمنیں قائم کیں۔ اور ان یونیورسٹیوں کے طلباء مسیحیت میں دلچسپی لینے کی بجائے حکومت کے آگے مطالبات پیش کرنے اور حکومت پر تنقید کرنے میں دلچسپی لینے لگے۔ یہ حال کار ہندوستان میں انگریزی راج کے زوال کا باعث بنا۔

لیکن ہم مسیحی پادریوں کے متعلق جانتے ہیں کہ ان بدلتے ہوئے حالات نے ان کے عزائم پر برا اثر نہیں ڈالا۔ بلکہ ان کی مذہبی سرگرمی اور تیز ہوگئی۔ پہلے سے زیادہ اسلام کے خلاف کتابیں لکھی گئیں مسیحی مبلغ تیار کئے گئے۔ اور اخراجات کا اندازہ لاکھوں سے بڑھکر کروڑوں تک پہنچ گیا۔

مسیحیت کا مر مر کے جینا

میرا خیال ہے کہ انجیل میں یہ جو بتایا ہے کہ جناب یسوع مسیح تین دن تک مُردوں میں رہ کر زندہ ہو گئے۔ انجیل کی یہ آیت جہاں واقعۂ صلیب کی حقیقت کو آشکار کرتی ہے وہاں پیشگوئی کا رنگ بھی رکھتی ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیحیت بار بار مر مر کے زندہ ہوگی تاریخ کلیسا اس پیشگوئی کی صداقت پر گواہ ہے۔

ہندوستان میں بھی مسیحیت کی تاریخ انہیں حالات سے گذرتی رہی۔ پرتگیزی اور دوسری کیتھولک جماعتوں کا یہاں مذہبی جوش و خروش سے آنا پھر ناکام و نامراد لوٹنا۔ پھر ۱۳۳ سال کی خاموشی کے بعد یکایک مسیحی پادریوں کا ہندوستان پر ٹوٹ پڑنا۔ اسکول، کالج، اخبار و رسائل اور وعظ و تقریر کے ذریعہ تن من دھن سے مسیحیت کی اشاعت میں لگ جانا مسیحیت کی نئی زندگی تھی لیکن نصف صدی کے اندر ہی ان تدبیروں اور اندازوں کا غلط نکل آنا۔ اور لندن و ہندوستان کے ارباب حکومت جن کو گریجوایٹوں کے مسیحی ہونے کی آس لگائے بیٹھے تھے انہیں کے ذریعہ ہندوستان میں مسیحیت کے وقار کا مجروح ہونا یہ ہندوستان میں مسیحیت کی دوسری موت تھی لیکن پھر یہ مسیحی جس طرح یہاں موت کے پنجے سے نکلنے میں کامیاب ہوئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیت کے نصیب میں بار بار مر مر کے جینا ہے۔

جن دنوں ہندوستان کا تعلیم یافتہ طبقہ سیاسی پلیٹ فارم پر دھواں دھار تقریریں کر رہا تھا۔ بپتسمہ دینے والوں کی فوج اپنی نشأۃ ثانیہ کی فکر کر رہی تھی۔ یہ اب سیاست اور کرسیٔ اقتدار سے ہٹ کر ہندوستان کے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلی گئی۔ اور یہی نوع انسان کی خدمت کا دم بھرتی ہوئی آدی باسیوں اور غیر مہذب لوگوں میں نمودار ہوئی۔ جو شہر میں رہے۔ ان میں سے ایک گروہ نے اپنے وسیع وسائل و اسباب کے ذریعہ ہندوستان کے تعلیمی اداروں پر چھا جانے کی کوشش کی۔ اور دوسرے گروہ نے اپنی تلخ تقریروں اور اشتعال انگیز تحریروں کے ذریعہ اہل ہندوستان کے جذبات کو مشتعل کرنے کی مہم شروع کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور

انیسویں صدی کے اخیر تک ان کی ان فساد انگیز حرکات نے ہندوستان کے طول و عرض میں ایک زلزلہ سا برپا کر رکھا۔ غیر مسلموں کا تو ذکر کیا اسلامی فرقے بھی ان کے بعض اعتراضات کا جواب دینے سے قاصر تھے۔ اس حالت میں پردۂ غیب سے ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ ان مسیحیوں کو مبارزت کا چیلنج دیتا ہے۔ اس چیلنج سے اب مسیحیوں کا پتہ اس طرح پانی ہو کے پگھلنے لگا جس طرح دھوپ کی تمازت سے برف پگھلنے لگتی ہے۔ اس انسان کامل کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

حیاتِ طیبہ

سچ یہ ہے کہ آپ کی سیرت لکھنے کیلئے خداداد فہم و بصیرت نہ اہداز مزاج و طبیعت اور عاشق نہ تعلق خاطر چاہیئے۔ میں جو دن رات خیالِ دنیا اور فکرِ اہل و عیال میں مبتلا رہتا ہوں اپنے اندر آپ کی سیرت لکھنے کی صلاحیت نہیں پاتا۔ وہ انسان جو سدرۃ المنتہیٰ کی سب سے اونچی ڈالی اور درخت طوبیٰ کی سب سے بلند ٹہنی پر بیٹھنے والا ہے مجھ جیسا کرم زمین کی اتنی بلند پایہ شخصیت کے حالات زندگی کس طرح لکھ سکتا ہے۔ حضرت امام شافعی رح اپنے استاد وکیع کی ایک نصیحت بیان کرتے ہیں

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فارشدنی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من اللہ
ونور اللہ لا یعطی لعاصی

مگر جب سوچتا ہوں کہ زندگی صرف اعتراف شکست کا نام نہیں تو جب زندگی خود عدم سے وجود کا نام ہے۔ تو پھر میں بھی نیکوں سے پیوند جوڑ کے اپنے دل میں نیکی کی مثبت کیفیت کیوں نہ پیدا کروں۔ شیخ سعدی نے صحبتِ صالح کی کیسے دلنشیں انداز میں ترغیب دی ہے۔ وہ کہتے ہیں

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یہی احساس مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں اس رشتۂ عقیدت کو جوڑ کر(باقی آئندہ)

نجات کا تصوّر ــــ اسلام اور عیسائیت میں

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

نجات ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے چھٹکارا پانے یا پناہ میں جانے کے ہیں۔ اور مذہبی اصطلاح میں شیطان کی گرفت سے چھٹکارا پاکر خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کو نجات کہتے ہیں۔ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نظر نہیں آئے گا جس میں نجات کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نہ بتایا گیا ہو۔ البتہ تمام مذاہب دنیا کے سامنے نجات کے متعلق مختلف نظریات اور تصورات ہی پیش کرتے ہیں۔ انسان اُس مذہب کی طرف مطلقاً راغب نہیں ہوتا جس میں نجات کا کوئی تصور نہ ہو۔ کیونکہ نجات فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔ اور فطرت میں وہی چیز داخل ہوتی ہے جو نہایت ضروری اور اہم ہو۔ در اصل انسان کو جو سب سے بڑی چیز مطلوب و مقصود ہے وہ نجات ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم اور ہر علاقہ اور ہر زمانہ میں نجات کا خیال پایا جاتا ہے۔ عیسائیوں کا مدار بھی اسی مسئلہ پر ہے۔ ہندو مذہب بھی مکتی اور موکش کے نام پر اس مسئلہ کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اسلام بھی نجات پانے کے ذرائع دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے

مندرجہ ذیل سطور میں سب سے پہلے عیسائیت اور اس کے بعد اسلام کی طرف سے پیش کردہ نظریاتِ نجات پر مختصراً عرض کروں گا

موجودہ عیسائیت میں نجات کا تصور

عیسائیوں کی طرف سے پیش کردہ طریقہ نجات جس کو وہ کفارہ کا بھی نام دیتے ہیں یہ ہے کہ حضرت آدم سے ایک گناہ سرزد ہونے کی وجہ سے ہر انسان وراثتاً گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ خدا عادل ہے اس لئے بلا وجہ کسی کو نہیں بخشتا اور وہ رحیم بھی ہے اس لئے خدا کو یہ بات تکلیف دیتی ہے کہ ہر انسان کی گردن میں گناہ کا طوق ہی پڑا رہے۔ اس لئے اُس نے اپنے بیٹے مسیح کو دنیا میں بھیجا اور صلیب پر اسے لعنتی موت دے کر تمام جہان کے گناہ اُٹھا لئے۔ اب جو کوئی اُس پر ایمان لاتا ہے وہ نجات کا مستحق ہوگا۔ اس پر ایمان نہ لانے والے کو اس ابدی نجات سے واسطہ نہیں۔ یہ ہے وہ تصورِ نجات جو عیسائیوں کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے

انجیل میں نجات کا یہ ذریعہ جو عیسائیوں کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے یسوع مسیح کی زبان سے بیان کیا ہوا کہیں نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس مسئلہ پر جتنے حوالجات انجیل میں پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب پولوس رسول کے بیان کردہ ہیں۔

پولوس کی شخصیت

پولوس رسول کی طرف سے پیش کردہ حوالجات کی روشنی میں کوئی فیصلہ کرنے یا کسی نتیجہ پر پہنچنے سے قبل اُن کی شخصیت کے بارے میں جاننا نہایت ضروری ہے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے ابتداء میں حضرت مسیح کو قبول نہیں کیا تھا بلکہ حضرت مسیح اور ان کے حواریوں کو بہت دکھ دیا کرتا تھا۔ اور مختلف قسم کی تکالیف کا تختۂ مشق بناتا رہا تھا بعد میں ایک خواب کے ذریعہ حواریوں میں اپنے تئیں شامل کیا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت مسیح ناصری کے پیش کردہ بنیادی عقاید کے بالکل ہی خلاف بعض بدعتوں کو رائج کیا۔ اور انجیل میں بہت ساری ایسی باتیں شامل کر دیں جنہیں حضرت مسیح کے مشن کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ اس حقیقت کا اعتراف اب عیسائی مصنف اور مفکرین بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور عیسائی مفکر ہربرٹ مُلر اپنی کتاب The uses of The Past میں لکھتے ہیں:-

> پولوس نے اولین کام یہ کیا کہ مسیح کے حقیقی تاریخی وجود کو اپنے خیالات کی بھینٹ چڑھا دیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پولوس نے بڑے خلوص کے ساتھ اس انجیل کی منادی کی جس کی تعلیم مسیح نے اپنی اناجیل میں قطعاً نہیں دی۔

(The uses of The past Published By new American Library Page No/56)

اس ایک حوالہ سے ہی پولوس رسول کی شخصیت اور ان کی طرف سے پیش کردہ روایات کا اندازہ ہر کوئی کر سکتا ہے۔

پولوس کے متعلق پطرس

مسیحی حواریوں میں سے پطرس کو وہی مقام دیا جاتا ہے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر رضؓ کا تھا۔ البتہ یہ الگ بات ہے کہ پطرس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ایسی وفاداری نہیں کی جس طرح حضرت ابوبکرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی۔ پطرس نے حضرت مسیح کی پیشگوئی کے مطابق مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین دفعہ قسم کھا کر حضرت مسیح کا انکار کیا اور کہا تھا کہ میں اس شخص کو جانتا تک نہیں (متی باب ۲۶ آیت ۷۵-۶۹)

پطرس وہ شخص تھا جس کو حضرت مسیح نے اپنے بعد اپنی بھیڑوں کا گلہ بان مقرر کیا ہے (یوحنا باب ۲۱ آیت ۱۷)

اس پطرس نے پولوس کے خطوں کے متعلق یوں فرمایا کہ "چنانچہ ہمارے پیارے بھائی پولوس نے بھی اس حکمت کے موافق جو اُسے عنایت ہوئی تمہیں یہی لکھا ہے اور اپنے سارے خطوں میں ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے قیام لوگ اُن کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں۔ (۲ پطرس ۳ آیت ۱۶-۱۵)

مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ پولوس کے خطوں (حوالوں) کے متعلق پطرس کی یہ رائے ہے کہ جاہل۔ بے قیام اور بے دین لوگوں کے واسطے ان میں ہلاکت اور گمراہی کی وہی تعلیم ہے جو مسیح کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت میں نجات کا جو تصور اور نظریہ پیش کیا جاتا ہے اور جو پولوس رسول کا اختراع شدہ ہے اس کا حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ نجات کے بارے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح اور اصل تعلیم کیا ہے۔ کیا انہوں نے بھی کفارہ یا نجات کی وہی تعلیم پیش کی تھی جو کہ خلافِ عقل اور خلافِ عدل و انصاف ہے؟ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور سچے رسول تھے۔ اس لئے ان کی طرف ایسی خلافِ عقل باتیں منسوب کرنا ناانصافی ہوگی۔ انجیل کا بغور مطالعہ ہمیں اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ اسلام اور حضرت یسوع مسیح کے پیش کردہ تصوراتِ نجات میں کوئی تضاد یا تباین نہیں بلکہ زبردست ہمسانیت ہی پائی جاتی ہے

چنانچہ جس طرح اسلام میں حصولِ نجات کے لئے ایمان، اعمالِ صالحہ اور اجتناب عن النہی کی تعلیم ہے۔ اسی طرح مسیحی نجات کے لئے بھی ان ہی پایوں کو ذریعہ بنایا ہے اسلام اور مسیح ناصری کے تصوراتِ نجات کا موازنہ ذیل کے آیات اور اقوالِ مسیح سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

(۱) نجات کیلئے ایمان کا دخل

حضرت مسیح ناصری نے ایمان کی علامات اور پرانے زمانہ کے انبیاء اور دیگر اہلِ دین کی نظیریں دیکر ایمان کی حقیقت اور حصولِ نجات کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ نجات کے لئے ایمان کا ہونا نہایت ضروری ہے (عبرانیوں باب ۱۱ آیت ۱ تا ۴۰) اسی طرح فرماتے ہیں کہ

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو ایمان لاتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی اُسی کی ہے (یوحنا ۶/۴۷)

اسی طرح قرآن کریم متقین یعنی فلاح اور نجات پانے والوں کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورہ بقرہ)

یعنی جو لوگ تجھ پر (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر) اور تجھ سے قبل جو وحی و الہامات نازل ہوئے اُن پر ایمان لاتے ہیں اور بعد میں نازل ہونے والے الہاموں پر ایمان لاتے ہیں وہی خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ اور نجات یافتہ ہیں۔

ان ہر دو حوالوں سے ثابت ہے کہ اسلام اور حضرت یسوع مسیح کی تعلیم نجات کے لئے ایمان کی ضرورت کا تقاضا کرتی ہے

(۲) نجات کیلئے اعمالِ صالحہ کی ضرورت

حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ "اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہدے کہ میں ایماندار ہوں مگر عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ؟ کیا ایسا ایمان اُسے نجات دے سکتا ہے؟ (یعقوب ۲/۱۴)

نیز فرماتے ہیں کہ "اے بھائیو! ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ کم ہمتوں کو دلاسا دلاؤ۔ کمزوروں کو سنبھالو سب کے ساتھ تحمل سے پیش آؤ۔ خبردار کوئی کسی سے بدی کے عوض بدی نہ کرے بلکہ ہر وقت نیکی کے درپے رہو۔ بلاناغہ دعا مانگو ہر ایک بات میں شکر گذاری کرو۔

(۱ تھسلنیکیوں ۵/۱۴-۱۸)

نیز فرماتے ہیں: "پس ہر طرح کی بدخواہی اور سارے فریب اور ریاکاری اور حسد اور ہر طرح کی بدگوئی کو

دور کر کے نوزائیدہ بچوں کی مانند خالص روحانی دودھ کے مشتاق رہو تاکہ اس کے ذریعہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے بڑھتے جاؤ (۱۔پطرس ۲ باب ۱-۲)

علاوہ ازیں رومیوں باب ۲ اعبرانیوں ۱۲ افسیوں ۲:۸ ۔ وغیرہ حوالوں سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اور آپ کے حواری ایمان کے بعد اعمال صالحہ کو بھی نجات ابدی کے ذرائع مانتے تھے۔

اسی طرح قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو نجات ابدی کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کانت لھم جنّٰت الفردوس نزلاً (سورہ الکہف)

یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور مناسب حال نیک اعمال بجا لائے ان کے لئے جنت الفردوس میں معززجگہ ہے یعنی ان کے لئے دائمی نجات کے تمام سامان مہیا ہیں۔

نیز فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۝ تؤمنون باللّٰہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللّٰہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار و مساکن طیبۃ فی جنّٰت عدن ذالک الفوز العظیم (سورہ الصف)

یعنی اے مومنو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلانے والی ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ تم خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کے راستہ میں اپنے اموال اور جان کے ذریعہ مجاہدہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم سمجھدار ہو۔ اور اس تجارت کے نتیجہ میں تمہارے تمام گناہوں کو خدا تعالیٰ معاف کرے گا۔ علاوہ ازیں تمہیں ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے تحت نہریں بہتی ہوں گی۔ اور اس میں رہنے کے لئے پاکیزہ اور عمدہ مکانات ہوں گے اور یہ سب دائمی ہوں گے اور اسی طرح خدا تعالیٰ تم کو عظیم الشان کامیابی سے سرفراز فرمائے گا۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حصول نجات کے لئے ایمان اور مجاہدہ فی سبیل اللہ کا ذکر فرمایا ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منھم وعملوا الصّٰلحٰت لھم مغفرۃ واجر عظیم

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم سے مومنوں اور مناسب نیک اعمال بجالانے والوں کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں خاص طور پر سورہ لقمان۔ سورہ بنی اسرائیل۔ سورہ الحجرات وغیرہ میں ان ہی امور پر روشنی ڈالی ہے۔

(۳) نجات کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک وعظ سننے کے بعد آپ کے حواریوں نے آپ سے دریافت کیا کہ "کون نجات پا سکتا ہے؟ یسوع نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ (متی ۱۹/۲۴)

اسی بیان کے مترادف ہی قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے کہ

نبّئ عبادی انی انا الغفور الرحیم۔ یعنی اے میرے رسول! تو میرے بندوں کو اسبات کی خبر دے کہ میں بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ یعنی یہ بات میرے اختیار میں ہے کہ انسان کے گناہ کو بخش کر اُسے نجات یافتہ بنا دوں

اسی طرح حضرت یوحنا مسیح فرماتے ہیں کہ "وہ (خدا) موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اُس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اُس پر ترس کھاؤں گا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر . . . . . پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اُسے سخت کرتا ہے (رومیوں ۹/۱۵-۱۸)

اسی قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم بھی فرماتا ہے کہ

یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللّٰہ علیٰ کل شیء قدیر

یعنی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر پورا پورا قادر ہے اور اُسے ہر بات پر مکمل اختیار ہے۔ نیز فرماتا ہے من تاب واٰمن وعمل عملاً صالحاً فاولٰئک یبدل اللّٰہ سیاٰتھم حسنٰت وکان اللّٰہ غفوراً رحیماً

یعنی جو صدق دل سے توبہ کر کے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور نیک اور مناسب حال اعمال صالحہ بجا لاتا ہے خدا تعالیٰ اُس کی بُرائیاں نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مذکورہ بالا حوالوں سے ظاہر ہے کہ اسلام اور عیسائیت اسبات پر متفق ہیں کہ نجات خدا کے فضل پر موقوف ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ خدا تعالیٰ کے فضل کے جاذب ہوتے ہیں۔

(۴) نجات کیلئے بدیوں سے بچنے کی ضرورت

حضرت مسیحؑ نے حصول نجات کے لئے ہر قسم کی بدیوں سے اپنے تئیں بچانے کی ترغیب فرمائی ہے چنانچہ ایک دفعہ آپ اپنے وعظ کے دوران فرماتے ہیں کہ "بدی سے مغلوب نہ ہو۔ بلکہ نیکی کے ذریعہ سے بدی پر غالب آؤ۔ پس اگر تو حاکم سے نڈر رہنا چاہتا ہے تو نیکی کر۔ اس کی طرف سے تیری تعریف ہوگی . . . . . کیونکہ وہ تیری بہتری کے لئے خدا کا خادم ہے۔ لیکن اگر تو بدی کرے تو ڈر۔ کیونکہ وہ تلوار بے فائدہ لئے ہوئے نہیں۔ اور خدا کا خادم ہے کہ اُس کے غضب کے موافق سزا دیتا ہے (رومیوں ۱۳ باب ۲۱-۱۲، ۴-۳)

مذکورہ بالا حوالہ کے علاوہ انجیل میں کئی ایسی روایات موجود ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نجات کے راستے میں بدیاں بہت بڑی روک ہیں۔ اس ضمن میں انجیل مقدس کا یہ حوالہ نہایت ہی قابل ذکر ہے۔

"یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا بہت مشکل ہے۔ اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔" (متی باب ۱۹ آیت ۲۵ (۲۴ ر ۲۳)

اس دلچسپ اور کارآمد حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ دولتمند طبقہ جو اپنے اموال اور دولت بنیر راہ نام کی خاطر خرچ کرنے کے اپنے پاس ہی جمع رکھتا ہے اور جس کی دولت سے غرباء اور حاجتمندوں کیلئے کوئی فائدہ نہیں وہ نجات پانے کے لائق نہیں بلکہ وہ طبقہ خدا کے غضب اور ناراضگی کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب الیم (سورہ توبہ)

یعنی وہ لوگ جو سونا اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اس میں سے کچھ خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی اطلاع دو۔

علاوہ ازیں قرآن کریم نے حقیقی اور ابدی نجات کے جو ذرائع بتائے ہیں ان میں سے ایک ہر قسم کی بدی سے کلیتہً اجتناب کرنا ہے مذکورہ بالا تمام قرآنی اور انجیلی حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کی تعلیم اور اسلام کی طرف سے پیش کردہ تعلیم میں نجات اور اس کے ذرائع کے بارے میں کسی جہت سے بھی کوئی اختلاف نہیں۔ خاص طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال سے ثابت ہے۔ انسان پیدائش سے گنہگار نہیں۔ یعنی گناہ انسان کی فطرت میں داخل نہیں بلکہ وہ ایک اکتسابی چیز ہے۔ انسان توبہ۔ استغفار۔ صدقات۔ قربانی۔ دعا۔ ایمان۔ اعمالِ صالحہ وغیرہ طریقوں سے ہر قسم کے گناہ اور بدی سے بچ سکتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ مستحق نجات بن جاتا ہے۔ اس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد پولوس رسول کے ذریعہ تعمیر شدہ کفارہ کی عمارت بنیاد سے ہی منہدم ہو جاتی ہے۔

نجات اور فلاح

اسلام اور عیسائیت کی نجات کے بارے میں مشترکہ تعلیم پیش کرنے کے بعد یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام نجات سے ایک قدم آگے بڑھ کر ایک اور امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو وہ ہے فلاح یعنی انسان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین صرف نجات پانا یعنی تکلیف اور دکھ درد سے اپنے تئیں بچانا نہیں بلکہ اپنی زندگی کا مقصد فلاح اور کامیابی حاصل کرنا ہے۔ مثال کے طور پر ایک فوجی افسر کا دشمن کے چنگل سے بچ کر نکل آنا کوئی بہادری نہیں بلکہ اس دشمن پر غلبہ پا کر اُسے گرفتار کرنا ہی اس کی بہادری ہے اسکو اسلام نے فلاح بتایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات فلاح کے نیچے کا درجہ ہے۔

غرض اسلام نے انسان کا اصل مقصد فلاح کو قرار دیا ہے یعنی اسلام کہتا ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض دوزخ کی سزا سے بچنا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی محبت حاصل کرنا ہے اور جسے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہو گیا وہی مفلحوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے مومنوں کو فلاح حاصل کرنے کے ذرائع بھی بتائے ہیں چنانچہ وہ فرماتا ہے

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون . . . . . . والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون۔ والذین ھم علیٰ صلواتھم یحافظون۔ اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فلاح پانیوالے مومنوں کی علامات بیان فرمائی ہیں کہ وہ لوگ اپنی نمازوں کو خشوع و خضوع کیساتھ محض للہ ادا کرتے ہیں اور ہر قسم کے بیہودہ لغو سے مجتنب رہ کر سنجیدہ اور متانت سے زندگی بسر کرتے ہیں اور صدقہ و خیرات کے ذریعہ غریب پروری کرتے ہیں۔ اور اپنے جسم کے ہر سوراخ کی حفاظت کرتے ہیں یعنی منہ آنکھ، کان، شرمگاہ وغیرہ اعضا کی پوری طرح حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتے جو نامناسب اور غیر شرعی ہو . . . . اور وہ لوگ امانتوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ہر قسم کے عہد و پیمان کا ایفاء کرتے ہیں۔ اور یہی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اسلئے کہ نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز ہر قسم کی فحاشی بُنی من امور سے بچاتی ہے۔ یہی لوگ ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہیں جس میں وہ ہمیشہ کیلئے رہائش اختیار کریں گے ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں مومنوں کو نماز

رسالہ الفرقان کا

"درویشانِ قادیان نمبر"

ایمان افروز تاریخی حقائق اور روح پرور مجاہدانہ قربانیوں کی دستاویز

تقسیمِ ملک ۱۹۴۷ء کے بعد بھارت کے کونے کونے میں مشعلِ ایمان روشن کرنیوالے مجاہدین فی سبیل اللہ

ماہنامہ الفرقان کا آئندہ شمارہ ایک غیر معمولی خاص نمبر ہے الفرقان کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ وہ مرکزِ احمدیت قادیان میں دھونی رمانے والے درویشان کرام (اللہ کی ان پر ہمیشہ برکات ہوں) کے مستند تاریخی اور مکمل حالات ایک نمبر میں شائع کر رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے ہلاکت خیز انقلاب اور ہجرت کے بعد جو لوگ حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کے خاص درویشوں میں شامل ہو کر اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر، دن رات آپ کے مشن کو پورا کر رہے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہیں۔ احمدیت کی صداقت کی منہ بولتی شہادت ہیں۔ ایسی شہادت جس کے سامنے معاندین کے منہ بھی بند ہو جاتے ہیں۔

ان لوگوں کے ایمان افروز حالات کو جاننا، انہیں اپنی اولادوں کو پڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے۔ انصاف پسند غیر از جماعت احباب تک ان حالات کو پہنچانا بھی بہت بڑے تبلیغی فرض کی ادائیگی ہے۔ یہ ایک تربیتی اور تبلیغی بہترین مجموعہ ہے۔

میری درخواست پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جملہ حالات و واقعات خود ارسال فرمائے ہیں۔ اور ان کی خاص اجازت سے یہ نمبر مرتب کر کے شائع کر رہا ہوں۔ مقدس مقامات اور خاص اراکین کے فوٹو بھی شاملِ اشاعت کئے جا رہے ہیں۔ ٹھوس مضامین ایمان افروز مقالات کے علاوہ بہترین ولولہ انگیز نظمیں بھی اس رسالہ میں شائع ہو رہی ہیں ——— ڈیڑھ صد سے زائد صفحات اور ایک درجن سے زائد تاریخی فوٹوز پر مشتمل درویشان قادیان نمبر مورخہ دس ستمبر ۶۳ء کو شائع ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اس خاص نمبر کی عام قیمت دو روپے ہوگی۔ رسالہ الفرقان کے خریداروں کو یہ نمبر بھی اُن کی سالانہ قیمت میں ہی ملے گا۔ رسالہ کی سالانہ قیمت چھ روپے مقرر ہے۔ نئے خریدار جو پیشگی قیمت سال بھر کے لئے ارسال کر دیں گے انہیں بھی یہ نمبر اسی قیمت میں ملے گا۔ بقایا دار حضرات کے نام یہ نمبر ارسال نہیں ہوگا وہ جلد بقایا ادا فرمائیں۔ (ابو العطاء، جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ)

نوٹ:- بھارت کے احباب شیخ مسعود احمد صاحب ایس شاہجہانپوری قادیان سے خط و کتابت فرمائیں۔

حصہ جائداد کی ادائیگی کے سلسلہ میں

موصی حضرات کا شکریہ

یہ امر بڑی خوشی کا موجب ہے کہ بہت سے موصی احباب و خواتین نے مرکز کے ساتھ مخلصانہ تعاون کرتے ہوئے اپنے حصہ آمد جائداد کی رقوم کلی یا جزوی طور پر ادا کر دی ہے۔ اور بعض نے قسطیں مقرر کر لی ہیں۔ اور اس کے مطابق وہ ہر ماہ اپنی قسط بھجوا دیتے ہیں۔ دفتر ہذا ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو جزائے خیر بخشے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔

کتاب اُمّ الالسنہ کے متعلق ضروری اعلان

از محترم سید داؤد احمد صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی کارناموں میں سے ایک بے نظیر کارنامہ عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنا ہے۔ آپ نے آجکل کے تمام مستشرقین اور علمائے علم الالسنہ کے نظریات کے خلاف اس بات کا دعویٰ فرمایا کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی زبان سے نکلی ہیں۔ اور اس کو ثابت کرنے کے لئے بعض بنیادی اصول وضع فرمائے جن کے مطابق اس تحقیق کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

مکرم و محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر جماعت کے علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے سالہا سال کی کاوش و محنت اور عرقریزی سے کام لے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ اصولوں اور قواعد کو مدنظر رکھکر آپ کی شروع کی ہوئی اس تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اور غیر زبانوں کے ہزارہا الفاظ کو عربی زبان سے مشتق ثابت کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ عربی زبان ہی تمام زبانوں کی ماخذ اور منبع ہے۔ آپ کی اس بے نظیر تحقیق میں سے نمونہ کے طور پر بعض مقالہ جات رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو کر اور غیر از جماعت علمی حلقوں میں مقبول ہو چکے ہیں۔ اور بڑے بڑے علمائے علم اللسان سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس علمی تحقیق کی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر ادارہ ریویو نے اس تحقیق کو خلاصہ کے طور پر ایک کتاب کی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مغرب کے علمی حلقوں اور لائبریریوں میں حضور علیہ السلام کی اس بے نظیر علمی تحقیق کو متعارف کر کے حضور اقدس علیہ السلام کے علمی مقام کو نمایاں کیا جا سکے۔ اصل کتاب کا حجم تو کئی ہزار صفحات سے کم نہ ہوگا۔ فی الحال اس کا نمونہ کتابی صورت میں طبع کروایا جا رہا ہے۔ جو اڑھائی صد صفحات پر مشتمل ہوگی اور مندرجہ ذیل مضامین پر روشنی ڈالے گی۔

(۱) عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظریہ (۲) آغازِ زبان کا مسئلہ (۳) مختلف زبانوں کی طرزیں (۴) زبانوں کے خاندان اور سنسکرت (۵) علمائے مغرب نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کو کیوں نظر انداز کر دیا (۶) دنیا کی تمام زبانوں کا منبع واحد ہونے کے بارے میں علمائے علم الالسنہ کا اتفاق رائے (۷) نظریہ ام الالسنہ کے فوائد (۸) قرآن کریم کی زبان عالمگیر ہے (۹) عربی زبان ایک مکمل زبان ہے (۱۰) بہترین زبان کو جانچنے کا معیار (۱۱) دخیل الفاظ (۱۲) تجنیس خطی کی وجہ سے الفاظ کا اختلاط (۱۳) الفاظ کے مختلف امراض (۱۴) آرین اور سامی زبانوں کی گمشدہ کڑی کے اکتشاف (۱۵) غیر زبانوں سے عربی زبانوں کے ماخذ دریافت کرنے کے دس معین اصول (۱۶) ان لغت کے مطالعہ کا طریق (۱۷) انگریزی الفاظ کے عربی ماخذ (۱۸) [illegible] کے عربی ماخذ (۱۹) جرمن زبان کے عربی ماخذ (۲۰) ہسپانوی زبان کے عربی ماخذ (۲۱) لاطینی زبان کے عربی ماخذ (۲۲) اطالوی زبان کے عربی ماخذ (۲۳) اطالوی زبان کے عربی ماخذ (۲۴) روسی زبان کے عربی ماخذ (۲۵) یونانی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۶) فارسی زبان کے عربی ماخذ (۲۷) آرین زبان کے عربی ماخذ (۲۸) سنسکرت الفاظ کے عربی ماخذ (۲۸) ہندی الفاظ کے عربی ماخذ (۲۹) چینی الفاظ کے عربی ماخذ۔

کتاب زیر تجویز محدود تعداد میں شائع کی جا رہی ہے۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات فوری طور پر مطلوبہ تعداد سے دفتر ریویو ربوہ کو اطلاع دے کر اپنی کتاب ابھی ریزرو کروائیں۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ محدود تعداد میں طبع ہونے کی وجہ سے بعد میں اس کے حصول میں دقت ہو۔

(مینیجنگ ایڈیٹر) ریویو آف ریلیجنز ربوہ

اعلاناتِ نکاح

۱- برادرم عزیزم ذوالفقار احمد ولد محمود احمد صاحب خان شاہجہانپوری کا نکاح مسماۃ زاہدہ خاتون بنت ماسٹر عبدالحمید صاحب ٹیلر بازار بساون گنج امروہہ ضلع مرادآباد (یوپی) سے بعوض پانچ صد روپیہ مہر پر

۲- برادرم رئیس الدین ولد سلیم احمد صاحب امروہوی کا نکاح مسماۃ عابدہ خاتون بنت ماسٹر عبدالحمید صاحب ٹیلر بازار بساون گنج امروہہ ضلع مرادآباد (یو۔پی) سے بعوض پانچصد مہر پر مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو رشتوں کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار مسعود احمد درویش قادیان۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

(مینیجر بدر)

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اس کا دفاع (بقیہ صفحہ ۷)

زندگی کے ایک پہلو پر کچھ لکھوں تا ذرا مجھ میں بھی اس حسن و جمال کا رنگ آجائے۔

وہ انسان جب قادیان کی مقدس سرزمین میں پیدا ہوا تو اسلام جو تمام نیکیوں کا ایک گلدستہ ہے۔ اس کے خیال کی دنیا اسی گلدستہ سے سجائی گئی تھی۔ اس کا خمیر محبت اسلام کے پانی میں گوندھا گیا تھا۔ اس کی ماں نے اپنی چھاتی سے عشق محمد کا دودھ پلایا تھا۔ فطرت نے اسے محبت اسلامی کی لوریاں دے دے کے پالا۔ اور جوانی نے اسے ناموس اسلام پر اٹھنے کا سبق پڑھایا۔ بھلا دنیا میں اسلام کا ایسا نامور پہلوان آئے اور دیار تثلیث میں تہلکہ برپا نہ ہوتا۔ آپ نے جب مسیحیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ کہاں ہے تمہارا وہ یسوع مسیح ؟ تم اسے زندہ مانتے ہو۔ مگر مجھے تو وہ وفات یافتہ لوگوں میں نظر آرہا ہے۔ تم اسے آسمان پر سمجھتے ہو۔ مگر مجھے تو اس کی قبر محلہ خانیار (سرینگر) میں نظر آرہی ہے۔ یہ آواز قصر تثلیث پر بجلی بن کے گری۔ اور دفعۃً وہ عمارت خاک کا ڈھیر بن گئی۔

عقیدہ حیاتِ مسیح پر ضرب کاری

ابھی تک مسیحیوں کی کامیابی حیات مسیح کے عقیدے میں مضمر تھی جس کی مسلمان علماء بھی ہمنوائی کرتے تھے۔ آگے اسی ایک بیج سے تین کونپلیں نکل آئیں۔ الوہیت مسیح تثلیث اور کفارہ۔ مسیح منادا اسی بنیاد پر یسوع مسیح کی آمد ثانی کا ڈھنڈورا بھی پیٹا کرتے تھے۔ اور ان باتوں کو الہیات کا ایسا زبردست فلسفہ بنا کر پیش کرتے کہ دنیا کا کوئی اس کو باطل نہیں قرار دے سکتا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے اسی عقیدۂ حیات مسیح کا ابطال پیش کیا۔ آپ کا یہ پیش کرنا تھا کہ تینوں کونپلیں خود کود مرجھانے لگیں۔ اور یسوع مسیح جو آسمان پر بٹھائے گئے تھے اب انہیں زیر زمین دفن کیا جائے گا۔

عقیدۂ حیاتِ مسیح ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جس میں مسیحی اور مسلمان دونوں غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ لہذا سب سے پہلے انجیل مقدس اور قرآن کریم کی روشنی میں اس مسئلہ کا مطالعہ کرنا ضروری تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سے پہلے بھی کئی لوگ وفات مسیح کے قائل تھے۔ مسیحیوں میں یونیٹیرین فرقہ کا یہی عقیدہ ہے۔ فرقہ معتزلہ اس بات کا قائل تھا۔ اسماعیلی فرقوں میں نزاریوں اور مستعلویوں کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ صحابہ کرام آئمہ اربعہ اور حضرت امام بخاری کا مسلک کا بھی یہی تھا۔ اور آپ کے ہم عصروں میں سرسید اور ان کے ساتھی بھی یہی مانتے تھے۔ مگر آپ نے اس مسئلے کا تجزیہ کرتے ہوئے انجیل مقدس۔ قرآن مجید اور دیگر شواہد کا بتفصیل مطالعہ پیش کیا یہ دیکھکر ہر مذہب و ملت کے علماء دنگ رہ گئے۔ آپ نے مذہبی صحیفوں اور اقوال کا ہر امت کے علاوہ تواریخ اور آثار قدیمہ سے بھی متعدد ناقابل تردید شہادتیں پیش کیں۔ اس کے باوجود ہم احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ زمانہ جوں جوں گذرتا جائے گا وفات مسیح کی شہادتیں زیادہ ملتی جائیں گی۔ چنانچہ اب تک آپ کے خدام کئی نئی شہادتوں کا پتہ چلا چکے ہیں۔ اب میں ذرا ان باتوں کی تفصیل کی طرف آتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

بعض افسران سے ملاقاتیں

قادیان مورخہ ۲۱ ۷ ۶۲ آج جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے۔ ناظر امور عامہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور مسٹر آر۔ پی طبوترہ اور جناب سپرنٹنڈنٹ گورداسپور مسٹر دی۔ کے ابیہ سے ملنے کے لئے گورداسپور گئے اسکی ملاقات میں ہر دو افسران کی کوٹھی پر مختلف متفرق جماعتی امور کے متعلق بات چیت کی گئی۔ علاوہ ازیں سردار رجیت سنگھ ڈی۔ ایف سی سے بھی ملاقات کی گئی۔

(نامہ نگار)

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم سید وزارت حسین صاحب امیر بہار بعض مقدمات سے دوچار ہیں۔ نیز اس علاقہ میں بدقسمتی نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہے۔ دعا فرمائی جائے۔

۲۔ ایم۔ اے قمرالدین صاحب سب اوورسیئروں کی

اعلان قبولیت احمدیت

خاکسار نے اپنے قبولیت احمدیت کا اعلان اس سے قبل اخبار بدر میں شائع کروایا تھا لیکن اس میں میرے گھر کا سابقہ پتہ مکمل نہیں۔ لہذا میں اپنا سابقہ مکمل پتہ درج ذیل کرتا ہوں۔

نام ہے شیام در بے ولد رام نرمی دوبے موضع مقرد آڈیہ۔ ڈاک خانہ ناٹا ضلع دیوریہ۔ یو۔ پی

خاکسار بشیر احمد طاہر۔ قادیان ۲۴ ۷ ۶۲

چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی جلسہ سے قبل ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کے قیام کی اغراض کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے اس مقدس اجتماع کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی یہ چندہ جاری ہے۔ جس کی شرح ہر احمدی دوست کی سالانہ آمد کا ۱/۱۲ حصہ یا ایک ماہ کی اوسط آمد کا ۱/۱۰ حصہ بطور لازمی چندہ کے مقرر ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس چندہ کی ادائیگی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

"چندہ جلسہ سالانہ شروع سال میں ہی ادا کرنا چاہئے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے لئے اجناس و دیگر سامان بروقت خرید لیا جائے"۔

اگر احباب جماعت حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے مالی سال کے ابتداء ہی میں چندہ جلسہ سالانہ ادا کریں تو جلسہ کی ضروریات کی اشیاء بروقت اکٹھی اور سستی خرید لی جاسکتی ہیں۔ اور اخراجات اور انتظام میں سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ جلسہ سالانہ کے انعقاد میں اب قریباً ساڑھے چار ماہ باقی ہیں۔ لیکن اکثر جماعتوں کی طرف سے اس مد میں چندہ کی آمد کی رفتار ابھی تک بہت سست اور غیر تسلی بخش ہوتی ہے اور گذشتہ سالوں کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو احباب سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ابتدائی مہینوں میں چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جلسہ سالانہ سے قبل اس کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دیتے ان کے ذمہ مالی سال کے آخر تک چندہ بقایا رہتا ہے۔

لہذا ضروری ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدہ داران چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں تاکہ جلسہ سے قبل ہر جماعت کا سو فیصدی وصولی چندہ ممکن ہو سکے۔

مبلغین صاحبان کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اس چندہ کی بروقت ادائیگی پر زور دیں اور کوشش کریں کہ جماعت کے چندہ کی وصولی جلد سے جلد ہو کر رقم جلسہ سے قبل مرکز میں پہنچ جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب کو فرض شناسی کی توفیق بخشے اور ہم سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

سیکرٹریان تعلیم و تربیت توجہ فرمائیں

قبل ازیں بھی ایک عمومی تحریک کے ذریعہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان تعلیم و تربیت کو نظارت ہذا کی جانب سے توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ وہ اپنی جماعت کی تعلیمی و تربیتی رپورٹ نظارت ہذا کو ارسال فرمایا کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ دفتر ہذا کی یہ تحریک صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور سوائے معدودے چند جماعتوں کے تمام جماعتوں پر سکوت کی کیفیت طاری رہی۔ یہ سکوت قابل افسوس ہے بلکہ باعث فکر و تردد بھی ہے۔ زندہ جماعت ہر جہت اور ہر لحاظ سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتی ہے۔ مگر نظارت ہذا کی سابقہ تحریک کا رد عمل اس حقیقت کے منافی ہے۔ لہذا جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے تمام سیکرٹری صاحبان سے مکرر درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی متعلقہ جماعتوں کی تعلیمی و تربیتی رپورٹ ماہ بماہ ارسال فرما کر اپنی جماعت کی زندگی کا ثبوت دیں۔ نیز سیکرٹری صاحبان اپنے مکمل اور مستقل پتے سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

نئے موصیوں کی خدمت میں گذارش

بعض نئی وصایا اس قسم کی آجاتی ہیں کہ ان پر وصیت کرنے کی تاریخ تو درج ہوتی ہے۔ لیکن گواہوں کے دستخطوں کے ساتھ کوئی اور تاریخ درج ہوتی ہے کہ اور چونکہ یہ طریق درست نہیں ہے اس لئے وصیت واپس بھجوا کر درستی کروانی پڑتی ہے۔ اور اس طرح وصیت کی منظوری میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

لہذا احباب سے درخواست ہے کہ آئندہ اس امر کا خیال رکھیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خدمت میں السلام علیکم و درخواست دعا

۲۔ مولوی خلیل الدین احمد صاحب نبالی ادیب کلکتہ

میوہ جات کا بہت قلیل ہیں اور خوشنما آمد بھی جارہا ہے لقوہ جاری ہیں نیز ہمارے علاقہ

میں قلت باراں کی وجہ سے دھان کی فصل کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان تمام امور کے

لئے احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خبریں

گوہاٹی ۲۹ر جولائی ۔ آسام کے چیف منسٹر شری بمل پرشاد چالیہ نے شمالی سرحد پر چینی فوجوں کے اجتماع کے سلسلہ میں موصول ہونے والی حالیہ خبروں اور چین و پاکستان کی ساز باز کے سلسلہ میں گہری تشویش کا اظہار کیا ہے ۔ شری چالیہ نے جو کہ کل گوہاٹی سے نئی دہلی روانہ ہوئے تھے اخبار کے نمائندوں کو بتایا کہ بھارت کی طرف سے سرحدی جھگڑا طے کرنے کی بہترین کوششوں کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین سرحد پر تناؤ بڑھانے پر بضد ہے ۔ آپ نے مزید کہا کہ اگر چین نے پھر سے بھارت پر حملہ کیا تو سرحدی صوبہ ہونے کی وجہ سے اس حملہ کا زیادہ تر بوجھ پھر آسام کو ہی برداشت کرنا پڑے گا ۔ لہٰذا آسام کے لوگوں کو چوکنا رہنا ہوگا اور دفاعی کوششوں میں کسی قسم کی ڈھیل نہیں آنے دینی چاہیئے ۔ آپ نے آسام کے مختلف حصوں میں حالیہ سیلابوں اور طوفانوں سے ہونے والے نقصانات کا بھی ذکر کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ عوام کی امداد اور تعاون سے آسام سرکار ان مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائے گی ۔

سلی گوڑی (؟) ۲۹ر جولائی ۔ باخبر حلقوں نے بتایا ہے کہ چینی فوجیں تبت بھارت سرحد پر واقع نکا نگر میں گھسنے کی کوشش کر رہی ہیں ۔ انہی حلقوں کا بیان ہے کہ چینیوں نے میکموہن لائن کے نزدیک اپنے ہوائی اڈوں پر ایک ہزار جنگی ہوائی جہاز جمع کر دیئے ہیں ۔ اسکے علاوہ نیفا کے ایک نزدیکی اڈے پر مزید ایک ہزار جنگی جہاز کھڑے کئے گئے ہیں ۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ چینی ہندوستان پر ہوائی حملے کے منصوبے بنا رہا ہے ۔ میکموہن لائن کے ساتھ کئی نئے ہوائی اڈے بن رہے ہیں جن پر بڑے جیٹ ہوائی جہاز اتر سکتے ہیں ۔ میکموہن لائن کے نزدیک چینیوں نے گذشتہ دنوں میں کافی نئے ہوائی اڈے بنائے ہیں ۔ نکا نگر کے اوپر زونا دھر تنگ میں کپتو کے اوپر دریا میں چینیوں کے بڑے بڑے اڈے ہیں ۔ جہاں پر کہ جیٹ ہوائی جہاز اتر سکتے ہیں ۔ چینی فوجیں اس وقت کیا تنگ ۔ نیانگ لوہت ڈویژن کے دروں کے نزدیک ہیں ۔ یہاں ہیں سے زیادہ تر درے برف سے خالی ہیں ۔

نئی دہلی ۲۹ر جولائی ۔ پتہ چلا ہے کہ روس نے بھارت کو میزائل ، راڈر سامان اور ٹرانسپورٹ ہوائی جہاز سپلائی کرنا منظور کر لیا ہے ۔ بھوت لنگم مشن نے جو اس وقت ماسکو میں ہے اس سامان کی خرید کی بات چیت کم و بیش مکمل کر لی ہے ۔ اور امید ہے کہ سودے پر جلد دستخط ہو جائیں گے ۔ دیگر قسم کے دفاعی سامان کے بارے میں بھی بات چیت جاری ہے جو کہ بھارت روس سے خریدنا چاہتا ہے ۔ ان سودوں کا اہم پہلو یہ ہے کہ روس اس سامان کے استعمال پر کوئی پابندی عائد نہیں کر رہا ۔ بھارت اپنے دفاع کے لئے اپنی سرحدوں پر اس سامان کو کسی بھی جگہ استعمال کر سکے گا ۔ بھوت لنگم مشن نے ماسکو میں بات چیت آگے بڑھانے سے پہلے کیو اور لینن گراڈ میں روس کے راڈر اڈے اور میزائل کارخانے دیکھیں ۔ مشن روسی سامان کی کوالٹی سے بہت متاثر ہوا ہے ۔

نئی دہلی ۲۹ر جولائی ۔ روس کی مدد سے بھارت میں آواز سے تیز رفتار ایم ۔ آئی ۔ جی قسم کے جہاز تیار کرنے کے لئے اگست میں ایک سرکاری کمپنی رجسٹر کی جائے گی ۔ جس کا سرمایہ ۲۵ کروڑ روپے ہوگا ۔ وزارت دفاع کے سائنٹیفک مشیر ڈاکٹر ایس بھگونتم کمپنی کے چیئرمین ہوں گے ۔

بلگریڈ ۲۹ر جولائی ۔ یوگوسلاویہ کے زلزلہ زدہ شہر سکوپجے میں آج پھر زلزلہ آیا تاہم اس سے مزید نقصان نہ ہوا ۔ یہاں بڑا زلزلہ شکروار کو آیا تھا ۔ جس میں ۱½ ہزار کے قریب افراد ہلاک ہوئے شکروار سے لے کر اب تک وہاں ۱۳ جھٹکے آ چکے ہیں ۔

اجمیر ۲۹ر جولائی ۔ مرکزی ہوم منسٹر شری لال بہادر شاستری نے یہاں ہوم گارڈز کی ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چینی خطرہ اب بھی بنا ہوا ہے اور ہمیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے رہنا چاہیئے ۔ چین کے حملے جو خطرہ پیدا کیا تھا وہ ایسا نہیں ہے کہ جلد ختم ہو جائے ۔ بلکہ یہ تو طویل عرصہ تک چلے گا ۔ آپ نے سرحدوں پر چینی فوجوں کے اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ صورت حال کا تقاضا ہے کہ جب وقت آئے تو لوگوں کو اور قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مرکز نے تمام صوبائی سرکاروں کو ہدایات دی ہیں ۔ کہ رضاکارانہ سول جمعیت کو ہوم گارڈز کے نام سے پکاریں اور ان کے دیگر نام ترک کر دیئے جائیں ۔ یہ مشورہ سارے ملک میں یکجہتی کے مفاد کے پیش نظر دیا گیا ہے

بنگلور ۲۹ر جولائی ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر محمد اسماعیل نے بنگلور میں ایک بیان میں پاکستان اور چین کے گٹھ جوڑ کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ گٹھ جوڑ پاکستان کو تباہ کر کے رکھ دے گا ۔ انہوں نے کہا کہ آگے چل کر چین پاکستان کو ہڑپ کر لے گا ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو بھارت کا ساتھ دینا چاہیئے

بنگلور ۲۹ر جولائی ۔ یہاں محکمہ فوج میں کام کرنے والوں کی ایک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے شری وائی بی چون نے کہا کہ دفاعی کوششیں مجموعی کوششوں کا نام ہے ۔ اس کے ۔ ۔ ۔ ایک ایک شہری کو حصہ ادا کرنا پڑتا ہے ۔ کسان جو میدان میں لڑنے والے فوج کے لئے اناج پیدا کرتا ہے وہ بھی دیش کا سپاہی ہے ۔ اور کاریگر جو سپاہی کے لئے اسلحہ تیار کرتا ہے وہ بھی سپاہی ہے اور یہ مجموعی کوششیں ہی ملک کو بچا سکتی ہیں ۔ شری چون نے ہنگامی حالات ختم کرنے کے مطالبہ کی مذمت کی اور کہا کہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جتنا خطرہ آج ملک کو ہے اتنا پہلے کبھی نہ تھا ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ جتنی بیداری آج ملک میں ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی اگر اس بیداری سے صحیح کام لیا جائے ۔ تو اس سے قومی یکجہتی میں بھاری مدد ملے گی ۔

تریوندرم ۲۹ر جولائی ۔ بھارت میں خلائی ریسرچ کے لئے جو قومی کمیٹی مقرر ہے اس کے چیئرمین ڈاکٹر وکرم سارا بھائی نے اعلان کیا ہے کہ خلائی ریسرچ کے متعلق ہمارا پہلا راکٹ اس سال اکتوبر اور نومبر کے درمیان داغا جائے گا ۔ نیز دسمبر میں کئی اور راکٹ چھوڑے جائیں گے ۔ ان کا مقصد امن مقاصد کے لئے بیرونی خلا کی تحقیق کرنا ہے ۔ راکٹ چھوڑنے کا مرکز تریوندرم سے پندرہ میل دور تھمبا میں قائم کیا گیا ہے ۔ اس کے قریب ہی خلائی ریسرچ کا ٹیکنیکل سنٹر قائم کرنے کی تجویز ہے ۔ راکٹ داغنے والے اڈہ کے لئے ۶۰۰ ایکڑ زمین حاصل کی جا چکی ہے امریکہ سے عنقریب ضروری ساز و سامان پہنچنے والا ہے ۔ راکٹ چھوڑنے کا کام ایٹمی توانائی کے محکمہ کے زیر اہتمام شروع کیا جائے گا ۔

احمدیہ حلقے کے متعلق سرکاری نوٹس کے بارے میں مزید اطلاع

از جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

احباب کی خدمت میں احمدیہ حلقہ کے متعلق محکمہ بحالیات کے نوٹس کے بارے میں ضروری اطلاع مورخہ ۱۸ر جولائی ۱۹۶۳ء کے اخبار میں شائع کی جا چکی ہے اور اس ضمن میں علاوہ ضروری خط و کتابت کے وزارت بحالیات کے وزیر جناب مہر چند صاحب کھنہ سے ملاقات کی جا چکی ہے ۔ ابھی باغ بہشتی مقبرہ اور رہائشی مکان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو بوجہ تقدس مستثنیٰ کرنے کے متعلق جو وعدہ جناب وزیر صاحب موصوف نے فرمایا تھا ۔ اس کے متعلق معاملہ زیر کارروائی ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ معاملہ کے اس پہلو نیز دیگر ضروری امور کے متعلق بھی جناب وزیر صاحب موصوف ہمدردانہ غور کر کے جماعت احمدیہ کے مذہبی جذبات کا خاطر خواہ احساس فرمائیں گے ۔ اور یہ اہم معاملہ ان کی ہمدردانہ توجہ اور دلچسپی سے احسن طور پر طے ہو جائے گا ۔

احباب دعائیں جاری رکھیں کیونکہ اصل کارساز اللہ تعالیٰ کی قادر مطلق ہستی ہے اور اسی کی نصرت اور تائید سے سب کچھ ہوتا ہے ۔

درخواستہائے دعا

۱ ۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ میاں عطاء اللہ صاحب وکیل سابق امیر راولپنڈی حال وارد کینیڈا کی آنکھوں کا نور قائم رہنے کیلئے جس کا موتیا بند کا اپریشن ہوا ہے اور اس خاندان کی جملہ پریشانیوں کے رفع ہونے کیلئے اور اخویم نذیر احمد صاحب بحرین اور خاکسار کے سب سے چھوٹے بچے عزیز بشیر الدین کی صحت اور چھوٹے بھائی ملک ذکاء اللہ صاحب کی بخیریت امریکہ واپسی کیلئے جو دس سال کے بعد آئے تھے اور اہلیہ محترمہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کی صحت کے لئے جو دو ماہ سے شدید بیمار رہیں اور سخت کمزور ہو گئی ہیں دعا کی درخواست ہے ۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم ۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان ۔

۲ ۔ محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہیں ۔ احباب کرام موصوفہ کی کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں ۔

(ایڈیٹر)